مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) ماہنامہ "مصباح" ستمبر ۲۰۰۹ء بمطابق رمضان وشوال ۱۴۳۰ھ

رمضان کویز

صحیح جواب دیجیے
اور
انعام حاصل کیجیے

اپنے محبوب کی پہچان کیجیے

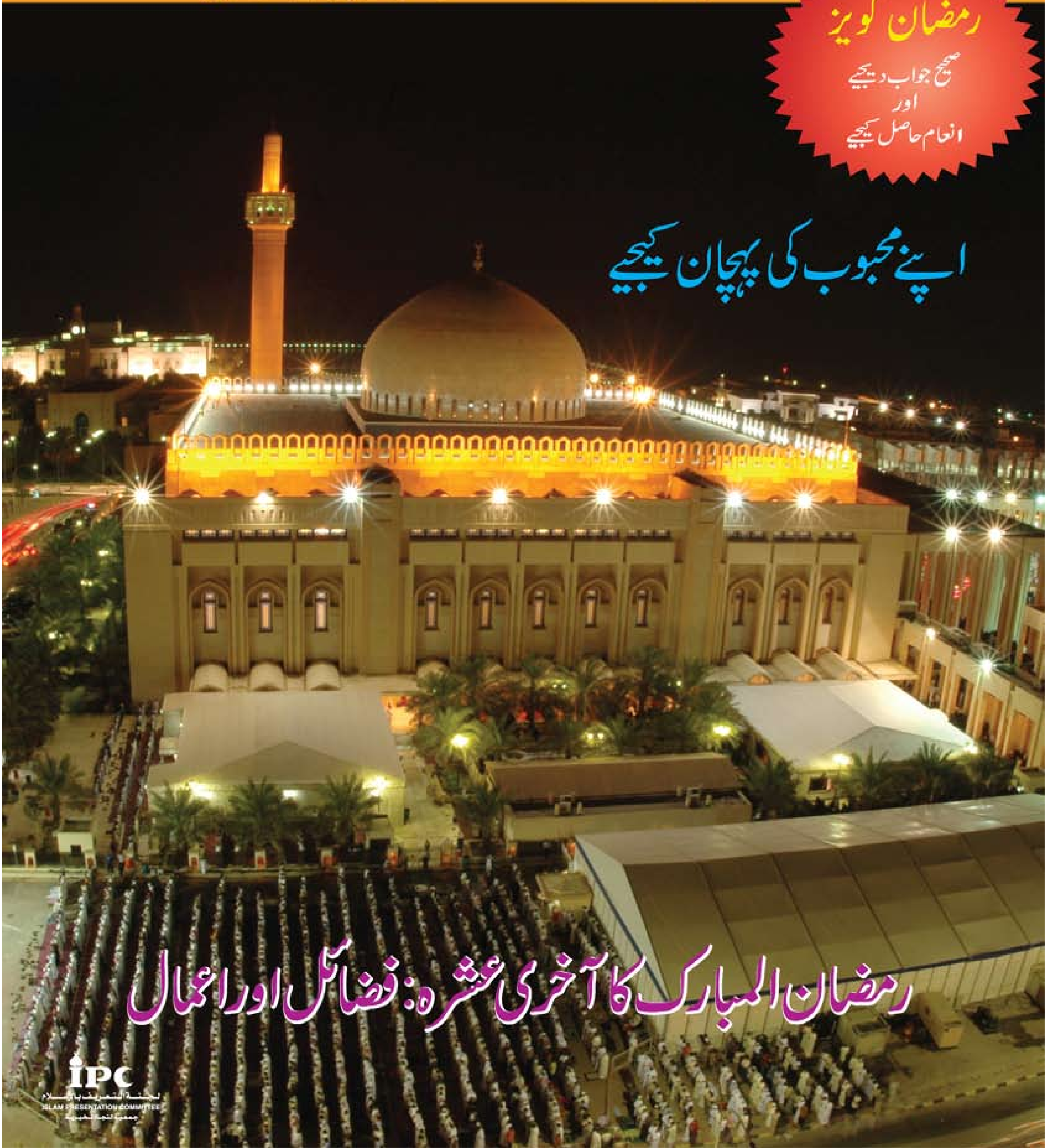

رمضان المبارک کا آخری عشرہ: فضائل اور اعمال

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE

اس شمارے میں

تجلیات	رمضان اصلاحِ نفس کا سنہرا موقع ہے	2
صدائے عرش	ہزار مہینوں سے بہتر رات	3
آئینۂ رسالت	لذتِ آہِ سحر گاہی	3
دیارِ غیر میں	دعوت کے لیے رمضان کو غنیمت جانیے	4
ہدایت کی کرنیں	میں مسلمان کیوں ہوا؟	5
ایمانیات	اپنے محبوب کی پہچان کیجیے	6
تربیت وتزکیہ	رمضان المبارک کا آخری عشرہ: فضائل اور اعمال	8
دعوت وحکمت	نظر عارفانہ، قدم غازیانہ	10
رمضانیات	قرآن سے غفلت: ایک لمحۂ فکریہ	12
آدابِ زندگی	سفر کے آداب	13
تربیتِ اولاد	کیا آپ کا بچہ کند ذہن ہے؟	14
نکہتِ گل		15
گوشۂ خواتین	اے دخترِ اسلام! تو باپ کو جنت کی نوید اور بشارت......	16
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل کا حل	17
خبر ونظر	اسلامی خبریں	18
باغیچۂ اطفال		19
مسابقۂ رمضان	مسلم کمیونٹی کے لیے رمضان کا کوئز	20
بزمِ ادب		21

❖ كلمة العدد(رمضان فرصة ذهبية لتزكية النفس ❖ ليلة القدر خيرمن الف شهر
❖ العبادة في وقت نزول رب العالمين إلى السماء الدنيا ❖ الدعوة إلى الله في شهر رمضان ❖ لماذا اسلمت
❖ تعرف المحبوب الحقيقي ❖ العشرة الأخيرة من رمضان : فضائل الأعمال ❖ التدرج في الدعوة
❖ هجر القرآن ❖ آداب السفر ❖ هل ولدك غبي ❖ الأوراق الذهبية ❖ الفتاوى الشرعية
❖ يا بنت الـإسلام : انت بشارة الجنة للأب ❖ دوحة الأطفال ❖ أخبار إسلامية
❖ المسابقة الثقافية الرمضانية للجالية المسلمة ❖ ساحة الشعر)

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

ماہنامہ "مصباح" ستمبر ۲۰۰۹ء بمطابق رمضان وشوال ۱۴۳۰ھ

سرپرست اعلی

محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی

خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر

صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر

اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت

سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری

مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمن

محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمن جامعی

گرافک ڈیزائن

نوشاد زین العابدین

www.zukhruf.net, Tel.99993072

ناشر

لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

رابطہ کا پتہ

IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔۱۔ اور تمہیں کیا معلوم
کہ شبِ قدر کیا ہے؟ ۲۔ شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔۳۔ اس میں رُوح الامین
اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔
۴۔ یہ (رات) طلوعِ صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔۵ (سورۃ القدر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے
معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مجھے اس میں کہنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے
فرمایا: یہ دعا مانگنی چاہیے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

صححه الألباني

ہزار مہینوں سے بہتر رات

﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (2) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (3) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (4) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (5) ﴾

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔ ۱۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ ۲۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ ۳۔ اس میں رُوح الامین اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ ۴۔ یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔ ۵۔

تشریح:
پیش نظر سورہ کی پہلی آیت میں نزول قرآن کا ذکر کیا گیا ہے، قرآن مجید ایک ایسی بے نظیر و بے مثال کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کی رشد و ہدایت کے لیے نازل فرمایا، اور اس کے نزول کے لیے جس رات کا انتخاب کیا وہ رات بھی عظیم الشان ہے۔

جی ہاں! شب قدر جو سال کی تمام راتوں میں سب سے افضل رات ہے، جس کی عبادت ہزار مہینے (۸۳ سال ۴ ماہ) کی عبادت سے بہتر ہے۔ یعنی اس رات کے اعمال نماز، تلاوت، ذکر و فکر وغیرہ ان اعمال سے بہتر ہیں جو ہزار مہینوں میں کیے جائیں۔ یہ وہ رات ہے جس میں خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے۔ یہ وہ رات ہے، جس میں سارے سال میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آسمان سے روئے زمین پر اُترتے ہیں، اور اللہ کے جو بندے لیلۃ القدر کی تلاش کرتے ہوئے عبادت، تلاوت، قرآن، وظائف اور اوراد میں مشغول رہتے ہیں ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔ دعائے خیر ہی نہیں بلکہ اللہ کے مقبول اور برگزیدہ بندوں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں جس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دلوں میں رقت طاری ہو جاتی ہے، جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔ اس رات کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے متعلق مستقل سورہ نازل فرمادی۔

یہ برکت والی رات رمضان کی آخری دس راتوں میں آتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو"۔ (بخاری و مسلم)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: " یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس (کی سعادت حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا" نیز فرمایا: "لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بدنصیب ہی محروم کیا جاتا ہے"۔ (ابن ماجہ)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مجھے اس میں کیا کہنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگنی چاہیے "اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي" "اے اللہ بے شک تو بڑا معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس مجھے معاف فرمادے" (احمد، ابن ماجہ، ترمذی)

لذتِ آہِ سحر گاہی

﴿ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِينَ يَبْقَىٰ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ ﴾ (متفق علیہ)

ترجمہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ ہر شب جب رات کا سہ پہر باقی رہتا ہے تو سماء دنیا پر اُترتا ہے، اور پکارتا ہے، کون ہے جو دعا کرے کہ ہم اس کی دعا قبول کریں، کون ہے جو ہم سے مانگے اور ہم اُسے عطا کریں، کون ہے جو ہم سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور ہم اس کے گناہوں کو معاف کر دیں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اگر کسی شہر میں وزیر کا اعلان ہوتا ہے کہ وہ شب میں فلاں وقت سے فلاں وقت تک حاضر ہونے والا ہے، جس میں وہ ہم وطنوں کے حاجات کی تکمیل کرے گا اور اُن کے مشکلات حل کرے گا۔ اگر آپ اس شہر کے باشندہ ہوں تو خدارا مجھے بتائیں کیا آپ وقت مقررہ پر وزیر سے ملنے نہ پہنچ جائیں گے، کیا آپ کے اندر وزیر سے ملنے کی کھلبلی نہ مچی ہوگی؟ جی ہاں! ضرور۔

حالانکہ یہ پکار موقع محل کے اعتبار سے بسا اوقات ہوتی ہے، اور وہ بھی عام نہیں ہوتی، جبکہ دوسری پکار ہر روز ہوتی ہے، اور ہر خاص و عام کے لیے ہوتی ہے، یہ پکار ہمارے رب ذوالجلال کی پکار ہے جو رات کے سہ پہر میں سماء دنیا پر ہوتی ہے۔

پیش نظر حدیث میں اسی پکار کی خبر دی گئی ہے، ظاہر ہے یہ کسی ادیب، کسی فلسفی، یا کسی نجومی کے الفاظ نہیں بلکہ اس دانائے راز پیغامبر کے الفاظ ہیں جن کے نطق سے وحی کے مقدس پھول جھڑا کرتے تھے۔

اب ہمیں جواب دیجیے! کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب شہر میں وزیر کی پکار ہوتی ہے تو ہم راتوں کی نیند قربان کر کے اس کی خدمت میں وقت سے پہلے پہنچ جاتے ہیں جبکہ وہ ہمارے کسی چیز کا مالک نہیں لیکن روزانہ جب ہمارے خالق و مالک کی پکار ہوتی ہے تو ہم خواب خرگوش میں پڑے رہتے ہیں حالانکہ ہماری سعادت، ہماری شقاوت، ہماری تونگری، ہماری تنگ دستی، ہماری زندگی اور ہماری موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

جب بات یہ ٹھہری تو ہم اپنے رب کی پکار پر لبیک کہیں، ابھی رمضان کا آخری عشرہ باقی ہے، رات کے سہ پہر میں بیدار ہو کر اپنے رب کے سامنے گڑگڑائیں، روئیں، اور مغفرت کے طلبگار ہوں، اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کی قربت حاصل کرنے سے بہتر سعادت آخر کیا ہو سکتی ہے، ایسے وقت میں جبکہ سحر کی بھینی بھینی ہوائیں چل رہی ہوں، نسیم صبح کے جھونکے عطر بیزیاں کر رہے ہوں، ہر سو سناٹا چھایا ہوا ہو ایسے پُر لطف وقت میں رب کریم کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور گڑگڑانے کی لذت کا کیا کہنا اور پھر ایسے وقت میں شب بیداری کامیابی کی کنجی، محبت الٰہی کا سبب، دنیوی و اخروی مصالح کے حصول کا ذریعہ اور کمال شخصیت کا راز ہے، علامہ اقبال نے کہا تھا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

اس لیے خالق دو جہاں سے شب بیداری کی توفیق کا سوال کرتے ہوئے دعا کریں کہ۔

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے رونا میرا وضو ہو نالہ میری دعا ہو

ایڈیٹر

رمضان اصلاحِ نفس کا سنہرا موقع ہے

ابھی ہمارے سروں پر رمضان المبارک کا عظیم الشان مہینہ سایہ فگن ہے جس میں رب کریم کے رحمت ومغفرت کا دریا بہتا ہے، یہ اس ذات باری تعالیٰ کا فیضان کرم ہے کہ اُس نے امت محمد یہ کو یہ ماہ مبارک عطا فرمایا جس میں نفس خود بخود نیکیوں کی طرف راغب ہوتا اور قلب وجگر پر روحانیت کی فضا چھا جاتی ہے۔ بہتا

ماہ رمضان دراصل ایک ماہ کا ریفریشر کورس ہے جس میں ہمیں اپنے نفس کی اصلاح کرنی ہے، اور اس کے اثرات گیارہ مہینوں تک ہم پر باقی رہنے ہیں۔ رمضان کا مہینہ سنہرا موقع ہے ان لوگوں کے لیے جو نماز سے لاپرواہی برتتے ہیں کہ وہ اپنی صحت وعافیت اور جوانی کی نعمت کو غنیمت جانتے ہوئے ماہ رمضان میں نماز کی ایسی ٹریننگ حاصل کریں کہ وہ ان کا حرز جاں اور آویزہ گوش بن جائے۔

رمضان کا مہینہ سنہری فرصت ہے اُن لوگوں کے لیے جو شراب نوشی، تمباکو نوشی، سگریٹ نوشی اور دیگر نشہ آور اشیاء کے رسیا ہیں، جو عزم وارادہ انہیں تیرہ چودہ گھنٹے مباحات سے روکے رہا، وہ محرمات سے نجات کیوں نہیں دلا سکتا...... تاہم شرط ہے عزم محکم کی ...... رمضان فرصت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے قرآن سے بے تعلقی برت رکھی ہے کہ وہ اپنے حالات پر نظر ثانی کریں اور قرآن کو اپنا حرز جان بنالیں۔ رمضان فرصت ہے اُن نوجوان مردوں اور عورتوں کے لیے جو ناجائز شہوت کے اسیر ہیں کہ وہ اپنی نازیبا حرکت سے توبہ کرلیں۔ رمضان فرصت ہے عیش وتنعم کے دلدادوں کے لیے کہ وہ مجاہدت پر اپنے نفس کی تربیت کریں۔ رمضان فرصت ہے بسیار خوروں کے لیے کہ وہ کم خوری کا اپنے آپ کو عادی بنائیں، رمضان فرصت ہے اُن لوگوں کے لیے جن کے اندر انانیت، خود پسندی، اور بخل وکنجوسی جیسے صفات پائے جاتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک سے انکساری، تواضع اور جود وسخا جیسے اوصاف سیکھیں۔ رمضان فرصت ہے اُن لوگوں کے لیے جو زود غضب اور مشتعل مزاج ہیں کہ وہ رمضان سے حلم وبردباری اور صبر وشکیبائی کا درس حاصل کریں،

اب ہمیں یہاں ٹھہر کر اپنا احتساب کرنا چاہیے کہ ماہ رمضان کے جو ایام اب تک گزر چکے ہیں اُن میں ہمارے اندر کیا تبدیلی پیدا ہوئی؟ اگر رمضان ہمارے اصلاح احوال کا ذریعہ بن رہا ہے تو زہے خوب! اللہ رب العالمین مزید توفیق سے نوازے اور اگر ہم اب تک خواب غفلت میں پڑے ہیں، اور اپنے احوال کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی ہے تو اس سے بڑھ کر خسارے کا سودا اور کوئی نہ ہوگا۔ اگر اس مہینے میں انسان اپنے اندر تبدیلی نہ لا سکا تو کب لا سکتا ہے؟ اگر اس موسم میں مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا نہ ہوسکا تو کب ہوسکے گا؟ اگر اس موسم میں ہم حسن اخلاق کے پیکر نہ بن سکیں تو کب بن سکیں گے؟ اگر اس موسم میں ہمارے اندر رذائل اخلاق سے دوری نہ پیدا ہوئی تو کب ہوگی؟ اگر اس مہینے میں مسلمان خواتین عفت وعصمت کا درس نہ لے سکیں تو کب لے سکیں گی؟ اگر اس مہینے میں اصحاب ثروت کے اندر سخاوت کا جذبہ پیدا نہ ہوسکا تو کب ہوسکے گا۔ اس لیے غفلت کیش، کاہل وست، اور بے پرواہ لوگ ہوش کے ناخن لیں، ابھی بھی وقت باقی ہے، صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر لوٹ آئے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر　　　وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

عہد نبوی میں بنو قضاعہ کے دو شخصوں نے بیک وقت اسلام قبول کیا اُن میں سے ایک نے جام شہادت نوش کرلی جبکہ دوسرے نے ایک سال بعد وفات پائی۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے اخیر میں وفات پانے والے کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے ساتھی سے پہلے جنت میں داخل ہو چکے ہیں، یہ منظر دیکھ کر آپکو بہت تعجب ہوا، لوگوں کو بھی حیرت ہوئی، جب اللہ کے رسول ﷺ سے اُس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: أليس قد صام رمضان وصلى كذا وكذا ركعة صلاة سنة (رواہ احمد وحسنہ الألبانی)" کیا ایسا نہیں ہے کہ اُس نے رمضان کے روزے رکھے اور سال بھر اتنی اتنی رکعات نمازیں ادا کیں"۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اُن دونوں کے بیچ آسمان وزمین کا فرق ہے۔ (سنن ابن ماجہ) سبحان اللہ! اسلام میں مجاہد کا اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود صحابی اپنے مجاہد ساتھی پر محض اس وجہ سے فوقیت لے گیے کہ انہیں مزید ایک سال کی زندگی ملی جس میں رمضان آیا اُسکے روزے رکھے، شب قدر پایا اُس میں قیام کیا، اور سالوں بھر نماز ادا کرتے رہے۔ اس لیے یہ ایام ہمارے لیے غنیمت ہیں، کتنے لوگ اس سال رمضان سے پہلے وفات پاچکے، اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں حیات بخشی ہے توان ایام کے برکات سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

☆☆☆

اور ہاں! ہماری آئندہ ملاقات رمضان کے بعد ہی ہوگی اس لیے یاد رکھیں کہ رمضان کے بابرکت ایام اور اس کی نورانی راتیں ہمیں الوداع کہنے والی ہیں، اور ہم پر ہلال عید طلوع ہونے والا ہے ایسا نہ ہو کہ رمضان ختم ہوتے ہی ہم پر بے خبری طاری ہوجائے، صبح عید "عیش کی تمہید" بن جائے، باجماعت نمازوں پر پانی پھر جائے، قرآن کریم طاقوں کی زینت بن جائے، چراغ سحری کا نور بجھ جائے، فلمی نغمے اور موسیقی کے رسیا اپنی پہلی حالت پر عود کرآئیں۔ اگر ایسا ہوا تو سمجھ لیں کہ رمضان سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوسکا، مومن تو وہ ہے جس کی پوری زندگی اطاعت الٰہی میں ڈھلی ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت مہینے اور دن کی تخصیص کے ساتھ نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نجات استقامت میں ہے، اگر رمضان کا زمانہ چلا بھی جائے تو عمل کا زمانہ تاحیات باقی ہے۔ اس لیے ہم عہد کریں کہ رمضان ہو یا غیر رمضان پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کریں گے، قرآن کریم کو اپنا حرز جان بنائے رکھیں گے و نیکوکاروں کی صحبت اختیار کریں گے اور تاحیات اسلام پر قائم ودائم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو......

اخیر میں ہم ماہنامہ مصباح کے ادارتی بورڈ کی طرف سے اپنے جملہ قارئین کو عید سعید کی پرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں، كل عام وانتم بخير.

ادارہ

میں مسلمان کیوں ہوا؟

امریکا کے مشہور داعی یوسف اسٹیس کے قبول اسلام کی داستان جس نے اک مسلم کو عیسائی بنانا چاہا تھا، تاہم اللہ تعالی نے اُسے اپنے دین کی ہدایت دے دی

جوزیف اڈوارڈ اسٹیس امریکہ وسطی کے مغربی علاقہ کے رہنے والے ہیں، ان کی پیدائش کٹر عیسائی گھرانے میں ہوئی، انہوں نے انجیل اور عیسائیت کا گہرائی سے مطالعہ کیا، عیسائیت کے لاہوتی علوم میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، تاہم بحث وتحقیق کے دوران عیسائیت سے متعلق انکے سامنے چند اشکالات پیدا ہوئے جس نے انہیں حیرت واستعجاب میں ڈال دیا۔

ادھر وہ اسلام کو بھی بے حد ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مسلمانوں کے متعلق محض یہ سن رکھا تھا کہ وہ بت پرست ہوتے ہیں، اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور مکہ میں خانہ کعبہ میں موجود ''کالے پتھر'' کی پوجا کرتے ہیں۔ مسلمان قدامت پسند، کٹرپنتھی اور دہشت گرد ہوتے ہیں، اپنے عقیدے کے مخالف کو جب چاہتے ہیں قتل کردیتے ہیں۔

وہ اپنے قبول اسلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میرے قبول اسلام کا قصہ عام آدمی کے جیسے نہیں ہے کہ اُسے مترجم قرآن کا نسخہ دیا گیا ہو یا اسلامی کتاب دی گئی ہو اور اُسے پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا ہو بلکہ میں پہلے اسلام کا سخت دشمن تھا، اور نصرانیت کے فروغ واشاعت میں ہمہ تن مشغول رہتا تھا، جب میری ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جس نے مجھے اسلام کی دعوت دی تھی تو میں نے کوشش کی کہ اُسے عیسائیت میں داخل کرلوں)

۱۹۹۱ء میں جوزیف کے والد نے مصر کے ایک مسلم باشندہ محمد عبدالرحمٰن کے ہمراہ تجارت شروع کی، پہلے تو جوزیف اس سے ملنے میں متردد ہوا، پھر بعد میں اُس سے اس مقصد سے ملا کہ اُسے عیسائیت کی طرف دعوت دے گا، کئی بار اس کے ساتھ بیٹھا، ایک مرتبہ اُسے کھانے پر مدعو کیا اور ایک عیسائی پادری کو دعوت دی تاکہ اُسے عیسائیت کی طرف بلا سکے۔ جوزیف نے اپنی بیوی کو بھی مجلس میں مدعو کیا تھا جو صیہونی خیالات کی حامل تھیں۔ سب نے بائبل کی صحت پر دلائل پیش کیے، تاہم ایک بات جو سب لوگوں کی الجھن کا باعث بن رہی تھی کہ بائبل منجانب اللہ ہونے کے باوجود تحریف سے خالی نہیں کیونکہ اس کے لکھنے والوں نے اس میں اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا ہے۔

تاہم محمد عبدالرحمٰن نے دعوی کے ساتھ کہا کہ دنیا میں محض قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو ہر طرح کے تغیر وتبدیلی سے پاک ہے۔

بہر حال جوزف کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ محمد عبدالرحمٰن عیسائیت اختیار کرلے۔ جوزیف نے اسلام سے متعلق محمد عبدالرحمٰن سے چند سوالات کی، اُن سوالوں میں منجملہ یہ سوال بھی تھا کہ گذشتہ چودہ صدیوں میں قرآن کریم کے کتنے نسخے منظر عام پر آئے؟

محمد عبدالرحمٰن: قرآن کریم ایک مصحف کی شکل میں شروع سے آج تک محفوظ ہے جس میں ذرہ برابر تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ خود اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لے رکھی ہے'' ہم نے ہی قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''(الحجر۹)

اور ہاں! میں عیسائیت اختیار کرنے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم میرے سامنے میرے دین سے افضل چیز پیش کردو۔

جوزیف:: بالکل ہمارے پاس تم سے افضل چیز موجود ہے۔

محمد عبدالرحمٰن: اگر دلیل وبرہان سے ثابت کردو تو پھر میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جوزیف: دین ہمارے نزدیک عقلی استدلات اور برھان پر مبنی نہیں، بلکہ ہمارے ہاں عقائد پر مبنی چند مسلم امور ہیں، ظاہر ہے انہیں دلیل سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

محمد عبدالرحمٰن: لیکن اسلام تو برھان ودلیل پر مبنی دین وشریعت ہے جو انسانی عقل ودماغ سے بالکل ہم آہنگ ہے۔

اس طرح چند امور پر رد وقدح ہوا جن میں عقیدۂ تثلیث اور اسلام میں الوہیت کا مسئلہ تھا، محمد عبدالرحمٰن کے جوابات نہایت ٹھوس ہوتے تھے، بالخصوص اس نے جب سورہ الاخلاص کی عربی زبان میں تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا کہ ''اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ اس کا جنم ہوا ہے، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں'' اس آیت میں تثلیث پر کاری ضرب لگائی گئی تھی، اور وحدانیت کی پرزور تائید کی گئی تھی۔

اس آیت نے جوزیف کے لیے اکسیر کا کام کیا، اب وہ اسلام کی چھان بین میں لگ گیا، مسلسل تین ماہ تک اپنی تحقیق جاری رکھی بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ:

''وہ صحیح عقیدہ جس کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت تھی وہ توحید ہے، اور میں نے اس میں تثلیث کا عقیدہ قطعا نہیں پایا جیسا کہ وہ دعوی کرتے ہیں، میں نے پایا کہ عیسی علیہ السلام اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں الہ نہیں، ان کی مثال ان تمام انبیاء کے جیسے ہیں جو توحید باری تعالی کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجے گیے، اور ذات باری تعالی کے تعلق سے سارے مذاہب کا پیغام ایک ہی رہا، سھوں نے دین مسیحی کے وجود سے پیشتر اسی صحیح عقیدہ کی طرف دعوت دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی صحیح عبادت کے لائق نہیں، مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اسلام اس لیے آیا تاکہ جملہ آسمانی پیغامات کا خاتمہ کرکے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرے، اور لوگوں کو شرک کی کھائیوں سے نکال کر توحید پر ثابت قدم رکھے، اور میرا اسلام میں داخل ہونا دراصل عیسی علیہ السلام ہی کے مذہب کو اپنانا ہے جس میں ایمان باللہ کی طرف دعوت ہے۔ اور عیسی علیہ السلام کی رسالت اور عبدیت کی گواہی ہے۔ اور جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں''۔

یہ دراصل جوزیف کی زندگی میں تبدیلی کا نقطۂ آغاز تھا، وہ دل سے اسلام کا قائل ہوچکا تھا، اسی اثناء مزید چند ایسے حالات پیش آئے جو جوزیف کے قبول اسلام کا محرک بنے، ایک دن جوزیف کے دوست پادری پیٹر جاکوب نے محمد عبدالرحمٰن سے گذارش کی کہ اُسے مسجد لے جائے تاکہ وہ مسلمانوں کی عبادت اور نماز سے متعلق مزید جانکاری حاصل کرسکے، انہوں نے مسجد میں دیکھا کہ لوگ یہاں آکر نماز ادا کرتے ہیں اور نکلتے وقت نہایت ہشاش بشاش ہوتے اور ان کے چہروں پر تبسم کھلا ہوتا ہے۔

ایک دوسری مرتبہ بھی مسجد کی زیارت کے لیے گیے جس نے جوزیف کے دل پر نہایت گہرا اثر چھوڑا، اب اُن کے اندر اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایک طرح کی بے چینی پیدا ہونے لگی۔ ایک دن جب انہوں نے اپنی بیوی سے اس موضوع پر گفتگو کی اور اس کا عندیہ لینا چاہا تو بیوی چونکہ اس سے پہلے اسلام سے مطمئن ہوچکی تھی، اس لیے فوراً حامی بھرلی۔

اس طرح جوزیف اور اس کی بیوی دونوں نے محمد عبدالرحمٰن کے سامنے کلمہ شہادت کی گواہی دی اور اسلام کو گلے سے لگالیا۔ چند مہینے ہی گذرے تھے کہ جوزیف کے والد بھی اسلام لے آئے۔

جوزیف کہتے ہیں:

''میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں کے قبول اسلام میں اللہ تعالی کے فضل وکرم کے بعد اس مسلم کے حسن اخلاق، عملی نمونہ اور اس کی مسلسل کوششوں کا دخل ہے''۔

یہ قصہ امریکا کے ایک معروف داعی یوسف اسٹیس کے قبول اسلام کا ہے، جنہوں نے ایک عرصہ قبل ipc کی زیارت کی تھی اور اپنے دس روزہ قیام کے دوران کویت کے متعدد دعوتی مراکز سے متعارف ہوئے تھے، آج وہ امریکا کے مشہور دعاۃ میں سے ایک ہیں، سیکڑوں لوگ انکے ہاتھ پر اسلام قبول کرچکے ہیں، میکسیکو کے ایک دعوتی لکچر میں بیک وقت ان کے ہاتھ پر ۴۰ آدمی نے اسلام قبول کیا تھا۔

صفات عالم تیمی

دعوت کے لیے رمضان کو غنیمت جانیے

ماہِ رمضان میں عنایت ربانی کا ایک خاص مظہر یہ سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے دلوں کو خیر و بھلائی کے لیے کھول دیتا ہے، اسی لیے اس ماہ مبارک میں بالعموم انسانی طبیعت خیر کی طرف راغب ہوتی اور شر سے پرہیز کرتی ہے۔ یہاں تک کہ شراب وکباب کے دیوانے مئے نوشی سے تائب ہوجاتے ہیں، بُرائیوں کے خوگر نیکیوں کے رسیا بن جاتے ہیں، اور وہ لوگ جو کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے پنجوقتہ نمازوں کے پابند بن جاتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں مسلمان تو کجا غیر مسلم بھی رحمت الٰہی سے فیضیاب ہوتا ہے۔

آج سے تقریباً تین سال پہلے کی بات ہے، ایک بار میں نے گوا کے ایک غیر مسلم عیسائی کو جس کا نام پیٹر تھا' اسلام کی دعوت دی تھی، چونکہ اس کی کفیلہ کی دلی تمنا تھی کہ وہ اسلام قبول کرلے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ دو تین بار بیٹھا اور اس کے سامنے اسلام کی عظمت بیان کی، اسلام اور عیسائیت کے مابین تقابل کرکے حقائق کو اس کے سامنے رکھا لیکن وہ تھا کہ بضد ہے اپنے مذہب پر...... ٹس سے مس نہیں ہو رہا ہے...... میں نے کفیلہ کو سمجھایا کہ چلو اسلام میں زور زبردستی نہیں، اِسے چھوڑ دو اپنی حالت پر...... چنانچہ خاتون چلی گئی اور بھول گئی کہ میں نے کسی کو اسلام کی دعوت دی تھی۔

ابھی چند ایام ہی گذرے تھے کہ ہلال رمضان طلوع ہوگیا۔ اب کیا تھا؟ وہ اللہ جو دلوں کا مالک ہے، اس ذات باری نے اس کے دل کو اسلام کے لیے کھول دیا...... حالانکہ یہ وہی شخص ہے جو اصرار کے باوجود اسلام قبول نہ کر سکا تھا، آج کشاں کشاں ہمارے پاس آرہا ہے اور اصرار کر رہا ہے کہ مجھے جلد اسلام کا کلمہ پڑھا دو۔

میں نے پوچھا: آخر کیا بات ہے؟ کیا تیری کفیلہ نے تجھے اسلام قبول کرنے کو کہا ہے؟ جواب ملا: نہیں...... بلکہ جب سے میں آپ کے پاس سے گیا ہوں تب سے اُس نے مجھے اسلام سے متعلق کوئی بات نہ کہی اور نہ ہی میرے ساتھ اس کے معاملے میں کوئی فرق آیا، البتہ آج میرے دل میں عجیب طرح کی بے چینی پائی جارہی ہے اور میں اسلام کے نام سے سکون پا رہا ہوں، اس لیے مجھے ابھی اسلام میں داخل کردیں میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ واقعی دلوں کا مالک اللہ پاک ہے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اِس نعمت سے محروم رکھتا ہے۔

پردیسی بھائی! اس واقعہ کے ذریعہ ہم آپ کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ آپ ابھی نیکیوں کے موسم بہار سے گذر رہے ہیں جس میں فطری طور پر دلوں کی کھیتی زرخیز ہوجاتی ہے۔ اگر آپ کا اٹھنا بیٹھنا کسی غیر مسلم کے ساتھ ہو رہا ہو تو اس موقع کو اُس کی ہدایت کے لیے غنیمت جانیں، پھر یہ کام تو نہایت عظیم الشان کام ہے، یہ انبیاء کرام کا پیشہ ہے، اس سے بہتر کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا، یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں کہا ہے "اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے......" (فصلت ۳۳)

جی ہاں! یہ کام دنیا کے سارے کاموں سے افضل اور اولی ہے اس کے لیے ہمارے حبیب کی راتوں کی نیند چھن چکی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالی کو ان پر ترس آیا "(اے پیغمبر!) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے آپ کو ہلاک کردوگے"۔ (سورہ کہف ۶)

یہی فکر اللہ والوں کو کھائے جارہی تھی، اِس راہ میں انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں، راتوں کی نیند اور دن کے چین کو خیرباد کیا تب جا کر ہمارے پاس یہ دین پہنچا ہے۔ آج ہمارے اندر اسلاف کرام کی وہی روح، وہی لگن اور وہی تڑپ پیدا ہونی چاہیے، اور یہ وقت کا تقاضا بھی ہے کیونکہ آج کفر کی علمبردار عالمی تنظیمیں اسلام کے خلاف متحد ہوچکی ہیں، عیسائی مشنریاں، یہود ونصاری کے رفاہی ادارے، وشو ہندو پریشد اور اُس کی ذیلی تنظیمیں منظم پلاننگ کے ساتھ ہماری نئی نسل کے ذہن ودماغ کو مسموم کرنے میں سرگرم ہیں۔

ایسے نازک حالات میں ہمارے مسائل کا حل بہت حد تک دعوت میں پنہاں ہے، میں یہ بات اس وجہ سے عرض کر رہا ہوں کہ آج اسلام دشمنی کی ایک وجہ اسلام کے آفاقی پیغام سے ناواقفیت ہے، مسلمانوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہماری دینی وملی ذمہ داری ہے۔

ہمیں اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین اسلام ہی ہے۔ کیونکہ انسانیت آج مضطرب اور پریشان ہے، چین وسکون کی متلاشی ہے۔ اس لیے ہم اس کام کو لے کر اٹھیں اور مضطرب وپریشان اور سکون کی جویا دنیا کو بتادیں کہ تجھے حقیقی سعادت اسلام کے سایہ میں ملے گی اور تمہاری دنیوی واخروی فلاح وبہبودی اسلام کو گلے لگانے میں ہے۔

ہم ipc میں آپ کا پرتپاک استقبال کرتے ہیں، اس ماہ مبارک میں یہاں تشریف لاکر یہاں کے روح پرور مناظر سے اپنے ایمان کو تازہ کریں، یہاں روزانہ درجنوں غیر مسلم اسلام کو گلے لگاتے ہیں اور اس کی راہ میں مرمٹنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔

اگر اللہ تعالی ایک شخص کو آپ کے توسط سے ہدایت دے دے تو اس سے بہتر آپ کے لیے کوئی نعمت نہ ہوگی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا جبکہ انہیں خیبر کی مہم پر روانہ کر رہے تھے "اے علی! اگر اللہ تعالی تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دیتا ہے تو یہ تمہارے لیے عرب کے سرخ اونٹ سے بہتر ہے" اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

سبحان اللہ! کیا بشارت ہے پیارے نبی ﷺ کی زبانی...... تو پھر انتظار کس بات کا...... کمر ہمت باندھیے اور رمضان میں دعوت کے لیے تیار ہوجائیے۔

کویت کی سرزمین دعوت کے لیے بہت سازگار ہے، ipc کی تاسیس کے ۳۰ سال ہوچکے ہیں، اب تک اس میں ۴۵ ہزار سے زائد مرد وخواتین نے اسلام کو گلے لگایا ہے۔ کیا آپ بھی اُن میں سے کسی ایک کے قبول اسلام میں سبب بنے ہیں؟ اگر ہاں! تو زہے خوب اور اگر نہیں تو رمضان المبارک سنہری فرصت ہے یہ عظیم الشان مقام حاصل کرنے کے لیے...... طریقہ آسان ہے، ضرورت ہے کوشش کرنے کی، ہم آپ کو دعوت پیش کرنے کا مکلّف نہیں کرتے، بس اتنی خدمت ضرور چاہیے کہ ipc کی طرف سے خاص غیر مسلموں کے لیے تیار کی گئی کچھ کتابیں لاکر انہیں پڑھنے کے لیے ضرور دیں۔ اور جس غیر مسلم سے آپ ملیں اُس سے تعارف حاصل کریں اگر ممکن ہوسکتا ہو تو اُسے افطار پر بلائیں، یا کم ازکم ہمارے ہاں لائیں ہم ipc میں بوقت افطار غیر مسلموں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا؟ بندہ کہے گا: ہاں یارب۔ اللہ تعالی پھر پوچھے گا: میرے بندے! تم نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا؟ بندہ کہے گا: ہاں یارب۔ یہاں تک کہ جب سارے عیوب کھل جائیں گے، گناہوں کے پردے چاک ہوجائیں گے اور بندہ گھبرا جائے گا تو رحیم وشفیق پروردگار فرمائے گا: عَبْدِیْ سَتَرْتُهَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ هَا اَنَا اَسْتُرُهَا عَلَیْکَ الْیَوْمَ

''میرے بندے! میں دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی اُن پر پردہ ڈال دے رہا ہوں''۔

اِس طرح اللہ رب العالمین اپنی رحمت کاملہ سے اُسے ڈھانپ لے گا اور اور اُس کے گناہوں کو معاف کر کے جنت میں جگہ نصیب فرمائے گا۔

اُس کی شان کریمی دیکھو کہ جب کبھی ہم نے گناہ کیا اُس کی نظروں کے سامنے کیا لیکن وہ اُس پر پردہ ڈالتا رہا تاکہ لوگ ہماری بُرائی سے آگاہ نہ ہوسکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اُس نے ہمارے کرتوتوں پر ہماری گرفت کی ہوتی تو نہ جانے ہمارا وجود بھی مٹ چکا ہوتا:

''اگر اللہ تعالی لوگوں کو اُنکے اعمال کی وجہ سے پکڑتا تو وہ اِس زمین کی پشت پر چلنے والا کوئی جاندار نہ چھوڑتا''۔(سورہ الفاطر ۴۵) اسی لیے بعض صالحین میٹھا پانی بھی پیتے تو کہتے ''اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنی رحمت سے اِسے شیریں بنایا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے نمکین اور شور نہ بنایا''۔

محبت کا تقاضا

اب ذرا دل کو ٹٹولیں اور من سے پوچھیں کہ کیا ہم نے اپنے محبوب کی پہچان کی؟...... جو ذات ہم سے اس قدر محبت کرتی ہے ہم اس سے کس قدر محبت کرتے ہیں؟...... اس محبت کا تقاضا کیا ہے؟...... یہ محبت ہم سے کس چیز کا مطالبہ کرتی ہے؟

جی ہاں! یہ محبت ہم سے اِس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ہم بھی اپنے محبوب کو ٹوٹ کر چاہیں، اُسکے لیے تن من دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہیں، جان کا مطالبہ ہو تو جان دینے کے لیے تیار ہوجائیں، مال کا مطالبہ ہو تو مال دینے سے گریز نہ کریں، اُس کی رضا کے لیے بیوی بچوں، کنبہ قبیلہ اور دوست واحباب کی بھی پرواہ نہ کریں اور بزبان حال یہ کہیں ؂

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ محبت ہم سے اِس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ دین ودنیا سے متعلق جس طرح کی ضرورت ہو ہم اُسی کے سامنے رکھیں۔ کیا ہمارے سارے مسائل حل ہوچکے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالی سے بے نیاز ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نا! رب کریم کے سامنے اپنی حاجت پیش کرتے؟ ہم اُس مخلوق کے سامنے اپنی حاجت پیش کرتے ہیں جو اپنا دروازہ بند رکھتا اور وہاں ایک نگراں متعین کیے ہوتا ہے اور اُس ذات کو بھول جاتے ہیں جسکا دروازہ ہمہ وقت کھلا رہتا ہے۔

استغفار کو لازم پکڑیں

اپنے محبوب کی محبت ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اپنے محبوب سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور رمضان کے عشرۂ اواخر کا سب سے اہم کام استغفار ہی ہے

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا تھا کہ جب شب قدر کو پاؤں تو کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: عائشہ اِس دعا کا ورد کرتی رہو اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ''اے اللہ! تو گناہوں کی مغفرت کرنے والا ہے مغفرت کو پسند کرتا ہے لہذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔

گویا کہ عشرۂ اواخر کا سب سے اہم کام اللہ تعالی سے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا ہے۔ اپنے آقا کو دیکھیے کہ دن میں سوسو بار استغفار کرتے ہیں، کسی خاص مناسبت سے نہیں، بلکہ ہر وقت ہر آن اور ہر لحہ، حالانکہ وہ معصوم تھے، غلطیوں سے پاک تھے، جبکہ ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، آئے دن گناہ پر گناہ کرتے جارہے ہیں، تو پھر آپ تصور کرسکتے ہیں کہ ہمارے لیے استغفار کس قدر ضروری ہے؟ پھر استغفار کا فائدہ بھی تو ہمیں ہی حاصل ہونے والا ہے!! لہذا.......

☆اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ذہنی سکون ملے تو استغفار کو اپنا شعار بنائیے ''اور تم اپنے رب سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدت خاص تک تم کو اچھا سامانِ زندگی دے گا''۔(ھود۳)

☆اگر آپ خوشحالی کے خواہاں ہیں اور جسمانی آفات وبلیات سے نجات چاہتے ہیں تو استغفار کو اپنا شعار بنائیے ''اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کیطرف پلٹو وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا''۔

☆اگر آپ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں تو استغفار کو اپنا شعار بنائیے: '' میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا''۔(نوح ۱۰-۱۲)۔

ایک شخص کو اولاد نہ ہوتی تھی، علاج ومعالجہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوسکا۔ آخر کار اُس نے کسی عالم سے پوچھا کہ کیا کروں؟ انہوں نے کہا: کثرت سے استغفار کرو کیونکہ استغفار کرنے والوں سے اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ (نوح ۱۲) ''وہ تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا''۔ اُس شخص نے کثرت سے استغفار کرنا شروع کردی، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اُسے نیک اولاد سے سرفراز فرمایا۔

تو آیئے! استغفار کو ہم اپنا حرز جان بنائیں، اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر وقت، ہر آن اور ہر لحہ اِس کا اہتمام کریں بالخصوص اُس استغفار کا ورد کرنا نہ بھولیں جسے سید الاستغفار کہا جاتا ہے یعنی استغفار کا سردار...... یہ وہ استغفار ہے کہ اگر کوئی اِس کا اہتمام پورے یقین کے ساتھ دن میں کرتا ہے اور شام سے پہلے اُس کی موت ہوجاتی ہے تو وہ جنت میں جائیگا، اور اگر پورے یقین کے ساتھ رات میں کرتا ہے اور صبح سے پہلے فوت پاجاتا ہے تو وہ بھی جنت میں جائے گا...... وہ استغفار یہ ہے ﴿ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ﴾

''میرے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، جتنا بس میں ہے تجھ سے عہد وپیمان کرتا ہوں، میں نے جو کچھ کیا اُس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور ساتھ ہی اپنے گناہوں کا اقرار بھی۔ پس مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

یہ دعا جن لوگوں کو یاد نہیں ہے یاد کرلیں، اپنے بچوں اور اہل خانہ کو یاد کرائیں اور بکثرت اِس کا اہتمام کریں۔

ابوعبداللہ تیمی

اپنے محبوب کی پہچان کیجیے

ہم نے کبھی سوچا کہ اللہ تعالی ہم سے کتنی محبت کرتا ہے؟......ہم کچھ نہیں تھے اُس نے ہمیں قطرۂ آب سے پیدا کیا......عقل وشعور سے نوازا......سکون وعافیت سے مالامال کیا......اور ہم پر ہرطرح کی نوازشیں کیں؟۔

اِن ساری نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت اسلام کی نعمت ہے، اگر وہ ہم سے محبت نہ کرتا ہوتا تو ہمارا نام اسلامی نام نہ رکھتا، ہم کو اسلامی علامت سے ممیز نہ کرتا، کیا ہمارے مسلمان بننے میں ہماری ذاتی کوشش کا کوئی دخل ہے؟......کیا کوئی دعوی کرسکتا ہے کہ اُس نے شکمِ مادر میں یہ دعا کی ہو کہ اللہ تعالی اُسے مسلمان بناکر پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا ہو؟......کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اللہ تعالی ہم کو کسی کافر گھرانے میں پیدا کرتا اور کفر پر ہی ہماری موت ہوتی؟...... ہاں!...... بالکل ممکن تھا' لیکن اللہ تعالی ہم سے محبت کرتا تھا۔ اِس لیے ہمیں مسلمان بنایا، توحید کا متوالا بنایا، شرک کی غلاظتوں سے پاک رکھا، بندوں کی عبادت سے نکال کر بندوں کے خالق کے سامنے جھکایا، بتوں کی پرستش سے ہٹاکر اپنی ذات کا عرفان عطا کیا۔

اِس دنیا میں کوئی بھی انسان جب آپ سے معاملہ کرتا ہے تو اُس کا مقصد ہوتا ہے کہ آپ سے نفع کمائے لیکن اللہ رب العالمین کا معاملہ اُس کے بالکل برعکس ہے، اللہ رب العالمین آپ سے معاملہ کرتا ہے تاکہ آپ اُس سے کمائیں اور نفع حاصل کریں، ایک نیکی کا اجر وثواب دس سے لے کر سات سو گنا تک دیتا ہے کیونکہ وہ آپ سے محبت کرتا ہے جبکہ گناہ کی صورت میں ایک گناہ ہی آپ کے نامۂ اعمال میں درج کرتا ہے اور وہ بہت جلد مٹ بھی جاتا ہے، آنسوؤں کا ایک قطرہ ہزاروں گناہوں کو بہا لے جاتا ہے اور اُس کی راہ میں ایک قدم لاکھوں گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔ اس نے تو اپنا نام ہی ''غفور'' رکھا ہے یعنی بے انتہا بخشنے والا۔

اُس کی محبت کا کرشمہ دیکھو کہ رات کے سہہ پہر میں سماء دنیا پر اُترتا ہے اور اپنے بندوں کو نہایت شیریں اسلوب میں پکارتا ہے: ''کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ ہم اس کی دعا قبول کریں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ ہم اُس کی مانگ پوری کریں؟ کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ ہم اُس کی مغفرت فرمادیں؟''

اُس کی دریا دلی دیکھو کہ فاسق وفاجر اور گناہوں میں ڈوبے شخص پر بھی اپنی مغفرت کی برکھا برساتا ہے :

''اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا، تو تو جس حالت پر بھی ہوگا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا، اور میں کوئی پرواہ نہ کروں گا۔ اے ابن آدم اگر تیرے

گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے، تو میں تجھے بخش دوں گا اور کوئی پرواہ نہ کروں گا''۔

اس کی سخاوت دیکھو کہ وہ پکارتا ہے: ''میرے بندو! تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں، ہم سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو میں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا''

اُس کی شفقت دیکھو کہ وہ اپنے گنہگار بندوں کو ناامید ہونے نہیں دیتا: ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دے گا، بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

جب رب غفور رحیم کی معافی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بہتا ہے تو بندے کے سارے گناہوں کو بہا کرلے جاتا ہے گو کہ وہ زندگی بھر گناہوں کی دریا میں غرق رہا۔ اُس وقت شیطان اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگتا ہے کہ ہائے میری بربادی! برسوں کی محنت اکارت گئی، ہائے میری ہلاکت! جس پر ساٹھ ستر سال تک وقت لگایا اُسے چشم زدن میں معاف کردیا گیا''۔

اُس کی شان کریمی دیکھو کہ وہ معافی کے لیے بہانا ڈھونڈتا ہے: ''بنواسرائیل کی ایک فاحشہ عورت جس نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام فسق وفجور اور جنسی انارکی میں گزاری تھی۔ ایک کتے کے پاس سے گزرتی ہے جو پیاس کی شدت سے زمین میں منہ رگڑ رہا تھا، اُسکے دل میں رحم آیا، کنویں میں اُتری، اپنے موزے کو پانی سے ترکیا، کنویں سے باہر آئی اور کتے کو سیراب کردیا۔ اللہ تعالی کو اُس کا یہ عمل اِس قدر پسند آیا کہ اُس کے سارے گناہوں کو بخش دیا''۔

''ایک آدمی راستے سے گذر رہا تھا کہ راستے میں ایک خاردار ڈالی پڑی دیکھی۔ اُس نے کہا: بخدا میں اسے ضرور مسلمانوں کے راستے سے دور کروں گا تاکہ اُنہیں تکلیف نہ دے۔ چنانچہ اُس نے اُسے اُٹھایا اور راستے سے ہٹا کردیا۔ اللہ تعالی کو اُس کی یہ ادا پسند آگئی، اُس کے گناہوں کو معاف کردیا اور اُسے آتش جہنم سے نجات دے دی''۔

بندے سے جب کوئی فاش غلطی ہوجاتی ہے تو وہ معاشرے میں سب کی نگاہوں سے گرجاتا ہے، اُسے اپنے وجود پر شرم آنے لگتی ہے، وہ ذہنی الجھن اور پریشانی کا شکار ہوجاتا ہے، بلکہ زمین اپنی وسعت کے باوجود اُس پر تنگ ہونے لگتی ہے۔ لیکن جب ہی وہ اپنے خالق ومالک کے سامنے ہاتھ اُٹھاتا ہے، شکستہ حال اور پراگندہ سر اپنے رب کو پکارتا ہے ''یارب یارب'' تو اُس پر رب کریم کی باران رحمت جھوم کر برستی ہیں۔ اللہ تعالی فرشتوں کو پکار کر کہتا ہے کہ:

''فرشتو! میرے بندے نے جان لیا کہ اُس کا کوئی رب ہے جو گناہوں پر مواخذہ کرتا ہے، اور گناہوں سے درگذر بھی کرتا ہے۔ گواہ رہو! کہ میں نے اپنے بندے کے گناہوں کو معاف کر دیا''۔

آخر بندے اور اللہ کے بیچ کونسی چیز حائل ہے؟ ہمارے اور اللہ کے بیچ کوئی ترجمان نہیں، کوئی پردہ حائل نہیں، وہ تو ہمارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ۔

پھر اُس کی شان رحیمی دیکھو کہ وہ شب وروز میں دومرتبہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں:

''اللہ تعالی رات میں ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں غلطی کرنے والا توبہ کرلے، اور دن میں ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں غلطی کرنے والا توبہ کرلے''۔

ذرا سوچیے! کیا وہ ہماری توبہ کا محتاج ہے؟ کیا اُسے ہماری عبادت کی ضرورت ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!

اگر پوری انسانیت بھی فاسق وفاجر ہوجائے تو اُسکی بادشاہت میں کوئی کمی نہیں آسکتی ، اور اگر پوری انسانیت بھی نیک وپرہیزگار بن جائے تو اُس کی بادشاہت میں کوئی زیادتی نہیں ہوسکتی......ہاں وہ ہماری بھلائی چاہتا ہے...... ہماری نجات کا خواہاں ہے......ہمیں قطرۂ آب سے پیدا کیا، ہرطرح کی نعمتوں سے مالامال کیا، اور مسلسل کررہا ہے اور ہم ہیں کہ اُس کے حکموں کو پامال کررہے ہیں لیکن اُس کا رحم وکرم دیکھیں کہ وہ بخشنے کے لیے بے قرار ہے۔

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کرے گا، اُس پر اپنا بازو رکھے گا، اور آہستہ سے اُس سے پوچھے گا جسے کوئی دوسرا نہ سن سکے گا: میرے بندے! تم نے

فرشتے ان کو اپنی آغوش میں بھر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملأ اعلیٰ میں ان لوگوں کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔ جس کے اعمال نے اسے پیچھے کر دیا اس کا حسب نسب اس کے کام نہیں آئے گا" (مسلم)

☆قرآن کریم کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھے گا اُسے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے، میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک اور لام دوسرا اور میم تیسرا حرف ہے" (ترمذی)
یعنی ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں اور الم کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور ماہ رمضان المبارک میں الم کہنے کا ثواب تین ہزار نیکیوں تک پہنچ جاتا ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنی کسی چیز کے ساتھ وابستہ ہونا یا کسی چیز میں اپنے آپکو محبوس کرلینا ہے۔ اور اصطلاحی معنی میں عبادت کی نیت سے ایک مخصوص وقت کیلئے خود کو مسجد میں محبوس کرلینے کو اعتکاف کہلاتا ہے۔ (المفردات: ۳۴۴)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف نبی اکرم ﷺ کی سنت مؤکدہ ہے، اس پر عمل کرنے سے انسان اجر کبیر اور ثواب جزیل کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ ؓ سے روایت ہے: "رسول اکرم ﷺ آخری وقت تک رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے اور آپکے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ (متفق علیہ) امام ابن المنذر ؒ فرماتے ہیں اہل علم کا اجماع ہے کہ اعتکاف سنت ہے، الا یہ کہ کوئی مسلمان اعتکاف کی نذر مانے تو اس وقت اس پر اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔ (الاجماع: ۵۴)

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اعتکاف کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اعتکاف کا مطلب اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کی عبادت کے لیے مخلوق سے غیر ضروری تعلقات ختم کرلے اور جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس تعلق کو مضبوط اور اللہ کی محبت اور انس اس کے دل میں زیادہ ہوگی اسی قدر آدمی کا تعلق اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہوگا، حتی کہ وہ انسان اللہ کا ہی ہوکر رہ جائے گا اور جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ بھی ہر حال میں اس کا معین ومددگار رہتا ہے"۔ (لطائف المعارف: ۲۰۳)

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنے کی فضیلت جاننے کے لیے عام اعتکاف کی فضیلت میں وارد شدہ احادیث پر نظر ڈالیے:

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ"، "جس شخص نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور پھر مسجد میں بیٹھ کر طلوع آفتاب تک یاد الٰہی میں مشغول رہا اور طلوع آفتاب کے بعد اس نے دو رکعت نفل ادا کی تو اسے مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۴۳۶ و صحیح الجامع الصغیر: ۶۳۴۶)

جب نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک کے اعتکاف کا اجر وثواب کے اعتبار سے حج اور عمرے کے برابر ہے تو اندازہ لگائیں کہ دس روزہ اعتکاف اور وہ بھی رمضان مبارک کے آخری عشرہ کا کتنا اجر وثواب والا ہوگا۔

لیلۃ القدر کی فضیلت:

جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہمارے پیارے نبی جناب محمد ﷺ افضل، ملائکہ میں جبریل امین علیہ السلام افضل، آسمانی کتب میں قرآن افضل، مساجد میں سے مسجد حرام افضل، خطہ زمین میں سے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ افضل، پانیوں میں سے آب زمزم افضل، ہفتہ کے ایام میں سے جمعہ المبارک کا روز افضل، مہینوں میں سے رمضان المبارک افضل، اسی طرح سال بھر کی راتوں میں سے لیلۃ القدر (شب قدر) سب سے افضل اور بہتر ہے۔

ارشاد ربانی ہے: "ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا، اور تمہیں کیا پتہ کہ شب قدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس رات فرشتے اور جبریل روح الامین اپنے رب کے حکم سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں، یہ رات طلوع فجر تک سلامتی والی ہے"۔ (سورہ قدر)

اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے یعنی ۸۳ سال اور ۴ ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ آخری عشرے میں شب قدر کی تلاش کے لیے بڑا اہتمام کرتے، غسل کر کے لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے، اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، نبی اکرم ﷺ پر درود اور دعاء میں مشغول رہتے اور ان راتوں میں لمحہ بھر بھی ضائع کرنے سے گریز کرتے لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ پر تکلف کھانے پینے، خوش گپیوں، اور آرام طلبی کو خیر باد کہہ کر یہ راتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاریں۔ تاکہ اس رات کی عظمت اور اس میں عبادت کے اجر وثواب کو حاصل کرسکیں۔

مجاہد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام سے مراد ہے کہ یہ رات سلامتی والی ہے اس میں شیطان کسی کے ساتھ برائی یا اس کو تکلیف پہنچانے سے عاجز رہتا ہے۔ قتادہ ؒ اور ابن زید ؒ فرماتے ہیں یہ ساری رات سلامتی سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس میں کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کی آمد پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
" یہ عظیم البرکت مہینہ سایہ فگن ہے اس میں ایسی باعظمت رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی خیر وبرکت سے محروم رہا اس سے بڑا بدنصیب کوئی نہیں ہوگا"۔ (صحیح الترغیب والترہیب)

اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مومن نے اللہ کی رضا کیلئے شب قدر کا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

لیلۃ القدر کی تلاش: ہر ذی قدر چیز کی طرح اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو بھی چھپا کر رکھا ہے تاکہ اس کی تلاش میں لوگوں کو زیادہ نیکیاں کمانے کا موقع میسر آسکے۔

ام المومنین عائشہ ؓ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو" (بخاری)
(یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں) لہذا ان پانچ راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیے۔

لیلۃ القدر کی دعا: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اگر مجھے لیلۃ القدر معلوم ہوجائے تو میں کیا دعاء کروں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھ "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" "اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے لہذا تو مجھے معاف کردے" (مسلم)

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

رمضان المبارک کا آخری عشرہ: فضائل واعمال

ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دنوں اور اس کی راتوں کا اللہ کے رسول ﷺ سب سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے، سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اکرم ﷺ رمضان مبارک میں رب کی عبادت واطاعت میں جس قدر جد وجہد فرماتے، اتنا کسی اور ماہ میں نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

نیز فرماتی ہیں: ''جب رمضان المبارک کے آخری عشرے کی آمد ہوتی تو آپ ﷺ ساری رات بیدار رہتے، اپنے اہل وعیال کو عبادت کے لیے بیدار کرتے اور عبادت کے لیے اپنی کمر کس لیا کرتے تھے'' (بخاری)

قیام کی فضیلت

رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ تراویح، یا قیام اللیل اور تہجد کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس مومن نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہوئے اسکی رضا کے لیے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کیا، اسکے گذشتہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں'' (متفق علیہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان کے منہ لگتے ہیں تو سلام کرکے گذر جاتے ہیں، اور جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کی حالت میں رات گذارتے ہیں''۔ (فرقان:۶۴)

تہجد گذاری اور شب بیداری رسول اکرم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ رہی ہے، سیدہ عائشہؓ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی تھیں: ''تم نمازِ تہجد کبھی نہ چھوڑو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے، جب آپ بیمار ہوتے یا سستی طاری ہوتی تو بیٹھ کر ادا فرماتے''۔

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا: ''تم ہمیشہ رات کی نماز اپنے اوپر لازم کرلو، اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت رہی ہے، یہ تمہارے رب کی قربت کا ذریعہ ہے، اور گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور بدی اور برائی سے روکنے والی ہے (ترمذی) نیز ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ''رات کی نماز جسم سے بیماریوں کو دور کرنے والی ہے'' (ترمذی)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان بغیر تہجد اور رات میں رب کے آگے تضرع وآہ وزاری کے کبھی بھی متقیوں کے مقام کو چھو بھی نہیں سکتا۔ بقول اقبال ؎

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا، بے آہِ سحر گاہی

تلاوت قرآن مجید

ماہ رمضان المبارک کا قرآن سے بڑا گہرا تعلق ہے، اس لیے کہ اسی ماہ مبارک میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا۔ جیسا کہ رب العالمین کا فرمان ہے: ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے باعث ہدایت اور حق وباطل میں فرق

''اللہ تعالیٰ اس کتاب پر عمل کرنے کی وجہ سے کچھ قوموں کو پستی سے بلندی کی طرف اٹھاتے ہیں اور انہیں عزت بخشتے ہیں اور اسے چھوڑنے والوں کو بلندی سے ذلت ورسوائی کی پستیوں میں گرادیتے ہیں'' (مسلم)

کرنے والا ہے''۔ (البقرۃ:185)

ساتھ ہی اس بات کی بھی نشاندہی فرمادی گئی کہ یہ افضل ترین، کلام افضل ترین مہینے اور افضل ترین رات میں نازل کیا گیا: ''ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر (یعنی باعزت اور خیر وبرکت والی رات میں) نازل کیا ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔ (قدر:۱۔۳)

اس لیے اس ماہ مبارک میں عموماً ہر مسلمان تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرتا ہے، اسلاف کرام رمضان کا مہینہ تلاوت قرآن کے لیے خاص کردیتے تھے، حضرت جبریل ؑ اسی ماہ مبارک میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ''رسول اکرم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، لیکن آپ ﷺ کا جذبۂ سخاوت اس وقت اور بڑھ جاتا جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا، اور آپ ﷺ سے حضرت جبریل ؑ ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے، جس وقت حضرت جبریل ؑ رسول اکرم ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ چلنے والی ہواؤں سے کہیں زیادہ فیاض ہوجاتے''۔ (متفق علیہ)

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''لوگو! تم قرآن مجید کثرت سے پڑھا کرو اس لیے کہ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے رب کے دربار میں سفارشی بن کر آئے گا،، (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت حافظ قرآن رب العالمین کے دربار میں آئے گا تو ادھر سے قرآن بھی اس کی سفارش کے لیے آئے گا اور رب العالمین سے کہے گا: یارب! اس کو زیور سے آراستہ کر۔ اس کی سفارش پر صاحب قرآن کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا۔ پھر کہے گا: یارب! اسے اور عطا کر، اسے عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر کہے گا: اے رب! تو اس سے راضی ہوجا۔ تو پھر اس سے کہا جائے گا: تو قرآن پڑھتا جا اور جنت کی منزلوں پر بلند ہوتا جا۔ پھر اس کے اعمال میں ہر آیت پر ایک نیکی کے حساب سے اضافہ کیا جائے گا۔ (ترمذی، حسن صحیح)

قرآن پر عمل کرنے سے عزت اور اسے چھوڑنے سے ذلت ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس کتاب پر عمل کرنے کی وجہ سے کچھ قوموں کو پستی سے بلندی کی طرف اٹھاتے ہیں اور انہیں عزت بخشتے ہیں اور اسے چھوڑنے والوں کو بلندی سے ذلت ورسوائی کی پستیوں میں گرادیتے ہیں'' (مسلم) سچ ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

☆ قرآن کے پڑھنے پڑھانے سے رحمت اور سکینت نازل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کچھ لوگ کسی مسجد میں اللہ کی کتاب پڑھنے پڑھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں، تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے،

چھپ چھپ کر......

اس امر میں تقریباً سبھی مفسروں اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت دو اہم ترین دور میں تقسیم تھی۔ ایک دعوت کا خفیہ دور ہے جسے سیرت نگاروں نے سرّی دور کہا ہے۔اور دوسرا ،اعلانیہ دعوت کا دور ہے جسے سیرت نگاروں نے جہری دور کا نام دیا ہے۔دعوت کے یہ دونوں دور داعی کو مختلف چھوٹے بڑے مراحل سے گذارتے ہیں۔

غارِحرا کے گوشۂ تنہائی میں جب جبرئیلؑ نے ''اِقرأ'' کی آیتیں آپ ﷺ کو پڑھ کر سنائیں اسی وقت سے آپ ﷺ منصبِ نبوت پر فائز ہو چکے تھے۔اب آپ ﷺ کی حیثیت نبی کی ہو چکی تھی جو خدا کے بندوں تک اسکا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری نبھاتا ہے اور جو راہ بھٹکے انسانوں کو راہِ راست پر لانے کا بوجھ اپنے کاندھے پر اُٹھاتا ہے۔

اور جب آپ ﷺ پر''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ'' (شعراء:۲۱۴)اور﴿پس (اے نبی) جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اُسے ہانکے پکارے کہہ دو..﴾(حجر:۹۴) والی آیتیں نازل ہوئیں تو نبوّت کے تین سال گذر چکے تھے۔تین سال کی اس مدّت میں آپؐ دعوت کے خفیہ مراحل طے کرتے رہے۔

دعوت کا یہ پہلا مرحلہ نبوّت کے ساتھ ساتھ شروع ہوتا ہے۔نبوت ،پہلے مرحلہ کی پہلی کڑی ہے۔داعی سمت نا آشنا ہوتا ہے تو اسے مقصد سے آگاہ کیا جاتا ہے اور شعورِ منزل دیا جاتا ہے۔ ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدىٰ﴾'' اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی''(الضحیٰ:۷)

(حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی بھی پرو دی گئی،آپؐ کے منصبِ نبوّت پر فائز ہوتے ہی دیوارِ نبوّت کی آخری اینٹ بھی ٹانک دی جا چکی ،اور اب اس میں مزید کسی اینٹ کی گنجائش نہیں رہی۔مگر داعی کو عرفانِ ذات کے مرحلہ سے بہر حال گذرنا ہی ہوتا ہے)

اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ خود کو ایمان و یقین کا پیکر بنائے ﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ﴾''کہو ،مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں اس کے آگے سرِتسلیم خم کروں''(الانعام:۱۴)

یہ دعوت کا پہلا مرحلہ ہے۔جس کا تقاضا ہے کہ داعی اپنی دعوت کو جانے اور سمجھے،اس کے متقضیات پر غور و فکر کرے،اس کے نتائج کا ادراک کرے،اسکے لیے راستے متعین کرے اور نقوشِ راہ ڈھونڈ نکالے،وہ اس عظیم کام کے لیے اپنے اندر قوت وصلاحیت پیدا کرے اور اس بارِ عظیم کے لیے خود کو آمادہ کرے۔

اسی لیے آپؐ پر نازل ہونے والی دوسری وحی ہی میں بتایا گیا﴿يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ.قُمْ فَاَنْذِرْ.وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ.وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ.وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ.وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ.وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے،اُٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔اور گندگی سے دور رہو۔اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کیلیے۔اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو'' (المدثر:۱۔۸)

دعوت بیداری کے عمل کا نام ہے،اور بیداری آگہی کا نتیجہ ہے۔

دعوت کا پہلا مرحلہ ہی یہ ہے کہ داعی علم وآگہی والا بنے۔غارِحرا میں اترنے والی پہلی وحی میں بھی یہی بات بتائی گئی تھی۔﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ.خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ.اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ.الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ.عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾''پڑھو(اے نبیؐ)اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا،جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا،انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔'' (العلق:۱۔۵)

اس مرحلۂ علم وآگہی اور ایمان و یقین کے بعد خفیہ دور کا دوسرا مرحلہ داعی کو درپیش ہوتا ہے،اور یہ انتہائی نازک مرحلہ ہوتا ہے،یہاں داعی کی حکمت و دانائی کا امتحان ہوتا ہے۔ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ورنہ اس کی ذرا سی چوک کسی بڑی آفت کو دعوت دینے کے مترادف ہوگی اور لمحوں کی خطا صدیوں کی سزا بھگتائے گی۔

دعوت کے اس مرحلہ میں اپنے پیغام کو سنانے اور پہنچانے کے لیے داعی کو ایسے افراد ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے پڑتے ہیں جو دل گردے والے ہوں،جو انسانی سرشت میں مکمل ہوں،ایسے افراد کو اپنے گرد جمع کرنا پڑتا ہے جن کی بینائی اور دانائی پر داعی کو مکمل اعتماد حاصل ہو،جو سماج میں اپنا ایسا اثر و رسوخ رکھتے ہوں جس کی بنا پر وہ داعی کی پشت پناہی کر سکتے ہوں،جنھیں قریب کر کے داعی اپنے بازوؤں میں نئی پھرتی اور طاقت محسوس کرے اور ایک نیا جوش اور ولولہ اس میں انگڑائی لے۔جو جاہلیت کے طوفانِ بدتمیز و بلاخیز کے آگے جمی ہوئی چٹانیں ہی ثابت نہ ہوں بلکہ ان کا رخ موڑ دینے والے بھی ہوں۔مگر یہ کام ڈنکے کی چوٹ کیے جانے والا کام نہیں بلکہ شیشہ سازی کے اس نازک اور کٹھن کام کے لیے اعلان کا راستہ چھوڑ کر اخفاء کا طریقہ اپنانا پڑتا ہے۔حرا سے جب آپ ﷺ اترے تو علمِ نبوت آپ کے پاس تھا۔اور بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چلنے کی ذمہ داری بھی آپ کے کاندھوں پر تھی۔مگر یہاں جوشِ جنوں سے زیادہ ہوش و خرد کا کام ہوتا ہے اسی لیے آپ ﷺ نے پیغامِ حق کو سنانے کے لیے گلی کوچوں کا طواف نہیں کیا،گھر گھر جا کر دستک نہیں دی،بنجارہ بن کر پربت پربت گیت نہیں گائے،گاؤں اور شہر کا دورہ نہیں کیا،مختلف طبقوں میں بٹے انسانی قافلے کو اپنا نشانہ نہیں بنایا بلکہ مسلسل تین سالوں تک آپ ﷺ نے افراد سازی کی مہم چلائی اور اپنے اطراف معاشرہ کے ایسے سرکردہ و چنندہ اشخاص کو جمع کیا جو ذہین و فطین تھے،ان کا سماج ان کی صلاحیتوں کا معترف تھا۔ایسے افراد کو آپ ﷺ نے اپنا ہدف بنایا کہ ان میں کا ہر کوئی کسی نہ کسی طرح علاقہ میں اپنا اثر و رسوخ رکھتا تھا۔با کمال افراد کی قوت کسی بھی نظریہ اور کسی بھی تحریک کے لیے ناگزیر ہے۔اور جو داعی عزمِ تعمیرِ جہاں لے کر اٹھتا ہے وہ ان کو نظر انداز کیسے کر سکتا ہے۔ان کو اپنا ہمنوا بنانا اور ان کی ہمدردی حاصل کرنا ہی دعوتی مشن کی کامیابیوں کا پہلا زینہ ہے۔ (جاری)

اعجاز الدین عمری (کویت)

نظر عارفانہ، قدم غازیانہ

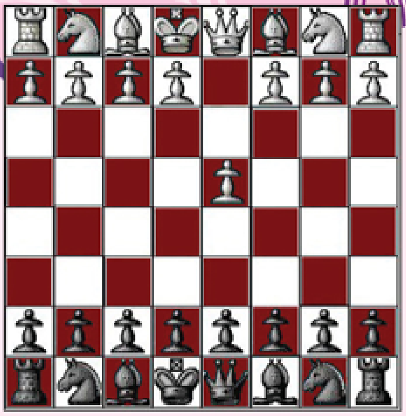

"اے بادشاہ ! ہم جہالت میں پڑے ہوے تھے۔بت پوجتے تھے۔مردار کھاتے تھے۔بد کار تھے۔ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ بھائی ، اپنے ہی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔طاقتور، کمزور کو دبا لیتا تھا....." (سیرت ابنِ ہشام،صفحہ۲۹۱،جلداول)

یہ اقتباس ہے حضرت جعفرؓ کی اس تقریر کا جوانہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں کی تھی۔ یہ اقتباس اس دور کے انسان کی اخلاقی پستی کا ایک جامع تصور ہی نہیں پیش کرتی بلکہ بامِ خیال میں اس زمانے میں دم توڑتی آدمیت کی تصویر بھی لا رکھتی ہے۔

ضلالت و جہالت کے یہی ڈگر تھے کہ محمد بن عبداللہ مکہ کے باہری علاقہ میں موجود ایک پہاڑی غار، حرا میں گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ آپ کی تنہانشینی کو زیادہ دن نہیں گذرتے کہ ایک دن اچانک جبرئیل ان کے پاس خدائی کلمات کی شکل میں نورِ ہدایت لے آتے ہیں۔ جو راستہ اب تک اوجھل سمجھا جاتا تھا وہ اب نگاہوں کے سامنے تھا۔ مار گزیدہ کے ہاتھوں میں تریاق آچکی تھی۔ عقل اور حالات دونوں اس بات کے متقاضی ہیں کہ ظلم کی شبِ تاریک میں اس روشنی کے دیپ جلائے جائیں اور گم کردہ راہ کو راستہ پر لایا جائے۔ ہر گلی کوچہ و بازاروں میں اس کی ندا لگا دی جائے اور جوش اور ولولۂ دعوت سے سرشار ہو کر ہر کوہ و دمن اور ارض و چمن میں اس نور کی بارش برسائی جائے، زہر آلود فطرت سے زہر اتارنے میں تاخیر "خرد مندی" بھی تو نہیں تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا!!!؟

یہ اس وجہ سے کہ دعوت، کسی وقتی اور جذباتی عوامل اور اسباب کی بناء پر کیا جانے والا کام نہیں، یہ کسی عمل کے ردِ عمل کے طور پر کیا جانے والا کام بھی نہیں بلکہ دعوت، ایک تعمیری انقلاب کے لیے جد وجہد کرنے کا نام ہے۔ یہ جہانِ انسانیت میں اس دن کو لانے کا نام ہے جب

"آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی"

دین کی سربلندی اور اسکی اقامت، وہ انبیائی وژن ہے جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں کھپا دیں۔

"اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا، اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے، اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات اِن مشرکین کو ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمد ﷺ) تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے، اور اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے" (الشوریٰ:۱۳)

انبیائی کارواں اسی منزل کی طرف رواں دواں رہا جہاں ان کی سرگرمیوں کا منتہا، تبلیغِ دین کے ذریعہ الٰہی نظام کا باطل نظاموں پر ساکھ بٹھانا اور لوگوں کے درمیان نظامِ عدل کا قیام تھا۔ اسی واحد نصب العین کے حصول کے لیے آسمان سے ہدایات نازل ہوتی تھیں، کتابیں اتاری جاتی تھیں...

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں" (الحدید:۲۵)

"وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے پورے کے پورے دین پر غالب کردے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو" (الصف:۹)

اگر واقعی 'دعوت' کے راستہ سے اسی منزل تک پہونچنا ہو تو یہ ایک منصوبہ بند طریقہ ہی سے ممکن ہے۔ مرحلہ بہ مرحلہ ہی اسے طے کیا جاسکتا ہے۔ اس راہ میں اُٹھنے والا ہر پہلا قدم منزل کی جانب اُٹھے گا اور بڑھے گا اور دوسرا پہلے کے نقش پر پڑیگا۔ اس کی بظاہر الگ الگ اور مختلف معلوم ہونے والی کڑیاں ہوں گی مگر یہ ایک مضبوط زنجیر کو جنم دیں گی۔ اس کا غارِ حرا، غارِ ثور کا نتیجہ پیش کریگا۔ اسکا، صفا کی چوٹی پر طنز و تشنیع سے دوچار تنہا و نہتا جسم خود کو فتحِ مکہ کے لیے رواں دواں لشکرِ جرّار کے درمیان تکبیر و تہلیل کی آواز بلند کرتے ہوے دیکھ لے گا۔ دارِ ارقم کا اس کا اجتماع، حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع کو نگاہوں کے سامنے لائے گا۔ اسکی بے سروسامانی کی ہجرت اور اور بے خوابی سے تھکی ہوی آنکھیں، کسریٰ کے کنگن کے تصور سے تابندہ ہوں گی۔ خالی شکم اسکے خندق کی کھدائی طاغوتی سلطنتوں اور شیطانی راج نیتیوں کو تاراج کرتی نظر آئے گی۔

سفر سے پہلے....

ایک داعی گروہ کو سفر سے پہلے رُک کر اپنی منزل اور راستے متعین کرنے پڑتے ہیں۔ ساتھ ہی اس بات کو بھی ذہن نشین کرنا پڑتا ہے کہ قافلۂ دعوت کی کامیابی ان نقوشِ راہ کو اپنانے اور ان مراحل کو طے کرنے میں ہے جن کو اپنا کر داعیِ اول ﷺ نے کامیابی حاصل کی تھی۔ "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھا۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے" (الاحزاب:۲۱)

پیغمبرِ انقلاب ﷺ کی دعوتی زندگی پانچ اہم مراحل پر مشتمل تھی۔ امام ابن القیم الجوزیؒ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں اس کی تفصیل یوں بتائی ہے۔

☆ پہلا مرحلہ...... نبوت۔

☆ دوسرا مرحلہ...... اپنے قریبی رشتہ داروں میں انذار۔

☆ تیسرا مرحلہ...... اپنی قوم میں انذار۔

☆ چوتھا مرحلہ...... ان لوگوں میں انذار جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

☆ پانچواں مرحلہ...... قیامت تک آنے والے جن و انس کی ساری نسلوں میں انذار۔ (صفحہ۸۴،جلداول)

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

سفر کے آداب

گذشتہ شمارہ میں ہم نے سفر سے متعلق چند آداب پیش کیے تھے اس حلقے میں مزید چند آداب پیشِ خدمت ہیں۔

(۸) سفر کی دعاؤں کا اہتمام کرنا:
قسم قسم کی سواریوں پر سکون واطمینان کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا! اللہ کی نعمت اور اس کا فضل ہے، سواری اور سفر کی جتنی دعائیں آپ ﷺ سے ماثور ہیں ان میں اللہ کی حمد وثنا اور گناہوں کی مغفرت کا ذکر ہے جو دراصل نعمت الٰہی کی قدر اور اس کے شکر کا طریقہ ہے، لہٰذا ان سواریوں پر سوار ہونے والوں اور مسافروں کو چاہیے کہ وہ اپنے منعم کا شکر بجالائیں اور اس سلسلے میں وارد دعاؤں کا اہتمام کریں:

الف: سواری پر سوار ہونے کی دعا:
علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس سواری لائی گئی، جب انہوں نے اپنا پیر سواری پر رکھا تو [بِسْمِ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ] کہا، پھر جب سواری پر بیٹھ گئے تو یہ دعا پڑھی: (سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۔[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ]۔[اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ]، سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)۔ پھر وہ ہنس دیے۔ میں نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ویسا ہی کیا جیسا میں نے کیا پھر آپ ﷺ نے ہنس دیا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ: آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ رَبَّكَ يُعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ ۔ بیشک تمہارا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب بندہ (اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ: اے میرے رب تو میرے گناہوں کو بخش دے) کہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔ (ابوداؤد، ترمذی: صحیح)۔

ب: سفر کی دعا: ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر نکلنے کے لیے سواری پر بیٹھتے تو تین بار (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا ، اَلْبِرَّ وَالتَّقْوٰى ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى ۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ ۔ (مسلم)۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے تابع کر دیا، حالانکہ ہم اسے اپنے قابو میں نہیں کر سکتے تھے، اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی (کرنے)، تقوی (برائی سے بچنے) اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور ہمارے لیے اس کی دوری لپیٹ دے ۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں (ہمارا) ساتھی (مددگار) ہے، اور اپنے اہل (وعیال) کا محافظ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت سے، اہل وعیال اور مال ودولت میں غمزدہ منظر سے، (سفر سے) واپسی کے بعد بری حالت سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

ج۔ دوران سفر جب اونچائی پر چڑھیں تو [اَللّٰهُ اَكْبَر] کہنا چاہیے اور جب نیچے کی طرف آئیں تو [سُبْحَانَ اللّٰه] کہنا چاہیے۔ (بخاری)۔

(۹) مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے،
لہٰذا مسافر کو چاہیے کہ اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے اہل وعیال اور عام مسلمانوں کے لیے کثرت سے دعائیں کرے:

• انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ لَا تُرَدُّ : دَعْوَةُ الْوَالِدِ ، وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ۔ تین (لوگوں کی) دعائیں رد نہیں ہوتیں: ۱۔ والدین کی دعا (اولاد کے حق میں)۔ ۲۔ روزہ دار کی دعا۔ ۳۔ مسافر کی دعا۔ (سنن کبری للبیہقی: حسن)۔

• ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ، لَا شَكَّ فِيْهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ ۔ تین لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں: ۱۔ مظلوم کی بددعا (ظالم کے حق)۔ ۲۔ مسافر کی دعا۔ ۳۔ والدین کی دعا (اولاد کے حق میں)۔ (ابوداؤد، ترمذی: حسن)۔

(۱۰) سفر میں سحر کے وقت صبح سے کچھ پہلے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر میں سحر (صبح) کرتے تو کہتے: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۔ (مسلم، ابوداود)۔ سننے والے نے ہم سے اللہ کی حمد اور ہم پر اس کے اچھے انعام کی (شکر گزاری) کو سن لیا، اے ہمارے رب تو ہماری حفاظت اور مدد فرما، ہمیں ہمیشہ اپنے فضل واحسان سے مالا مال فرما۔ جہنم سے اللہ کی پناہ!۔

(۱۱) سفر میں سواری پر عام نفل نماز پڑھنا سنت ہے: سواری چاہے جانور ہو یا موجودہ ترقی یافتہ سواریاں ان پر وتر اور عام نفل نماز ادا کرنا سنت ہے اس کے لیے سمتِ قبلہ بھی ضروری نہیں ہے، اگر میسر ہو تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ رخ ہونا افضل ہے۔ یہ ایک ایسی سنت ہے جو مسلمان مسافروں کے درمیان اجنبی ہوگئی ہے، بہت کم لوگ ہوں گے جو موجودہ سواریوں پر وتر یا نفل نماز ادا کرتے ہوں:

• عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ، يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کی پیٹھ پر، چاہے اُس کا رخ جدھر بھی ہو، اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے، نفل نماز ادا کرتے تھے۔ (سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ) ابن عمر بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ (بخاری)۔

• عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ، يُوْمِئُ اِيْمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ اِلَّا الْفَرَائِضَ، وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نبی کریم ﷺ سفر میں اپنی سواری پر فرائض کے علاوہ تہجد کی نماز اشارۃً پڑھتے تھے، خواہ وہ جدھر بھی رخ کرلے اور وتر بھی اپنی سواری پر پڑھتے تھے۔ (بخاری مسلم، احمد ترمذی)۔

☆ واضح رہے کہ سفر میں فرائض سے پہلے اور بعد کی سنت مؤکدہ پڑھنا ثابت نہیں ہے سوائے فجر کی سنت اور وتر کے البتہ تہجد اور عام نفل نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (بخاری مع الفتح: باب من تطوع فی السفر فی غیر دبر الصلوات وقبلها)۔

(جاری)

علاء الدین عین الحق مکی (کویت)

قرآن سے غفلت: ایک لمحۂ فکریہ

رمضان المبارک اپنے ساتھ عالم اسلام کے لیے بالخصوص اپنے دامن میں ساری نیکیاں، تمام بھلائیاں، رحمتوں ، برکتوں، اور مغفرت کے قیمتی خزانے سمیٹے ہوئے لاتا ہے، پورے ایک ماہ تک سارا ماحول پر کیف ، معطر اور عجیب وغریب کیفیتوں سے پُر ہوتا ہے۔ عالم اسلام نہ یہ کہ اس کا والہانہ استقبال کرتا ہے بلکہ اِس کو مدنظر رکھ کر اپنے روزمرہ کی زندگی میں تبدیلی لاتا اور اپنا کاروباری منصوبہ بندی کرتا ہے۔

زیر نظر مضمون میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ رمضان کی فضیلتوں کا راز کیا ہے؟ نزول قرآن کے لیے اِس بابرکت ماہ کا انتخاب کیوں عمل میں آیا؟ رمضان ، روزے اور قرآن کے آپسی رشتے کیا ہیں؟ ہمارے اسلاف کے عمل رمضان میں کیا ہوتے تھے؟ اِس مہینے کا اصل پیغام کیا ہے؟

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ قرآن مجید آج کی صرف مظلوم کتاب ہی نہیں بلکہ دشمنان اسلام کی نظر میں دہشت گردی اور تخریب کاری کی محور ہے۔ غیروں نے جہاں اِسے مختلف بے بنیاد الزامات اور ظالمانہ طعنے سے نوازا ہے وہیں مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے بھی عملی ناحیہ سے اِسے ناقابل عمل سمجھ رکھا ہے۔ اس پر زبانی ایمان رکھنے کے دعوی میں نہ صرف یہ کہ کافی پیش پیش رہتے ہیں بلکہ اِسے اپنے سینے سے لگانے اور بوسہ دینے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

مکہ مکرمہ میں طالب علمی کے زمانے کا ایک سچا واقعہ یاد آتا ہے کہ اپنے چند عرب ساتھیوں کے ساتھ یونیورسٹی سے نکلتے ہی ہم سب حرم شریف پہنچے، جوں ہی انہوں نے برصغیر کے حاجیوں کو قرآن کریم کی تلاوت میں منہمک دیکھا وہ خوشی سے جھوم اُٹھے اور برملا اِس کا اظہار کیا کہ ماشاء اللہ حجاج کرام کلام الٰہی سے خاص تعلق رکھتے ہیں اور اپنے اکثر وبیشتر اوقات تلاوت میں ہی گذارتے ہیں۔ راقم سطور نے صرف اس پر اتنا ہی اضافہ کیا کہ ہاں بیشک! لیکن یہ حجاج کرام اس کتاب کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اِتنا کہنا تھا کہ اُن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ شاید انہیں اس بات پر یقین نہ آیا ہو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص کوئی کتاب پڑھ تو سکتا ہو لیکن اُسے سمجھتا نہ ہو مگر حقیقت یہی ہے۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو فی زمانہ سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی ہے لیکن اِس سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اِسی کا ایک دوسرا تلخ پہلو یہ بھی ہے کہ پورے عالم اسلام میں عموماً اور عالم عرب میں خصوصاً قرآن کریم کے حفظ، تجوید وقرأت کے ملکی اور بین الاقوامی انعامی مقابلے کا جس قدر اہتمام کیا جاتا ہے اور جتنی دولت اِس مد میں خرچ کی جاتی ہے اِس تناسب سے اِس کے معنوی سمندر میں غوطے لگانے کی کوشش نہیں ہوتی۔

ہمارے نوجوان جس قدر حفاظ کرام کی خوش الحانی سے شغف اور دلدادگی کا مظاہرہ کرتے ہیں ویسے جذبے کا مظاہرہ اُسے سمجھنے اور تدبر کرنے میں نہیں کرتے۔ اِس کتاب عظیم سے مسلمانوں کے اکثریتی طبقہ کی غفلت اور بے اعتنائی ناقابل معافی جرم ہے۔ بڑے بڑے مصلحین اور مفکرین نے اپنی اصلاحی اور دعوتی وتبلیغی جد وجہد کے لیے اِسی کتاب سے رجوع کیا ہے اور انسانیت سازی کے کارخانے کے لیے یہیں سے نسخہ کیمیا حاصل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی اور مشن کے تمام مرحلے اِسی کتاب کے سایے میں بڑی کامیابی کے ساتھ طے کیے ہیں جو رہتی دنیا تک کے لیے ایک بے مثال نمونہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ایک قول قدرے فرق کے ساتھ ہمیں غور کرنے پر مجبور کرتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

’’مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ہم اس کتاب عظیم کی بلندی کا ساتھ نہیں دے سکتے تو انہوں نے اُسے بلندی سے اُتار کر اپنی پستی کی سطح پر لایا تاکہ یہ اُن کی پستی کا ساتھ دے سکے‘‘۔

مسلمانوں کا سلوک اِس کتاب کے ساتھ انتہائی تشویشناک اور افسوسناک ہے۔ جبکہ اُن کی زندگی وموت، ترقی وتنزلی، عزت وذلت، حکمرانی اور دوسروں کی غلامی کا انحصار اِسی کتاب سے تعلق اور وابستگی پر ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خار ہوئے تارک قرآں ہوکر
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

ہمارے اسلاف کرام کا رشتہ اِس کتاب سے انتہائی گہرا تھا، زندگی کے تمام معاملے کے لیے اسے ہی وہ پونجی تصور کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے ساتھ اِس کا بار بار دور کروایا جاتا تھا۔ امام مالکؒ رمضان کی آمد کے ساتھ ہی اپنا حلقۂ درس بند کر کے صرف قرآن مجید کے لیے خود کو مختص کرلیتے تھے۔

رمضان کریم کے تمام فضائل، فیوض وبرکات کا راز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسی ماہ میں اِس کتاب کو نازل فرمایا ہے اور پورے ایک ماہ کی عبادت وریاضت بندے کو قرآنی تعلیمات کا علمبردار بننے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اِس کے بحر بیکراں سے لطف اندوز ہونے کے لیے پرہیزگاری کی راہ پر چلنا شرط اولیں ہے جس کی مسلسل تربیت روزے کے ذریعہ کرائی جاتی ہے۔ اِس کتاب کی غایت تک پہنچنے کے لیے سچی طلب اور اخلاص ضروری ہے۔ پوری دنیا میں اپنی کمزوریوں کے ذمہ دار مسلمان خود ہی ہیں۔ اگر وہ اپنے گروہی اور مسلکی اختلافات کے گھروندے سے نکل کر اسلام کی شاہراہ پر آنا چاہیں تو بے لوث ہوکر اور مخلصانہ طور پر قرآن کی صاف شفاف تعلیمات کو مشعل راہ بنانا ہوگا پھر آج بھی وہ سیسہ پلائی ہوئی مستحکم دیوار کی طرح مضبوط ہو سکتے ہیں۔ تمام فرقہ بندیوں کی ظلمات سے نور کی طرف آنے کے لیے اُنہیں اِسی نور الٰہی کو اپنا آخری سرچشمہ ماننا ہوگا۔ تمام انسانوں کے لیے انسانیت کا پیغام، ہدایت ورہنمائی اور دعوت اسلامی کا اصلی مقصد واضح طور پر اِسی سے معلوم ہوتا ہے۔

اِس کتاب کی عظمت اور شان کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے نازل کرنے کے لیے انتہائی عظیم الشان وقت اور زمانے کا انتخاب فرمایا ہے۔ یہی وہ بات ہے جسے اللہ نے فرمایا کہ ’’ہم نے رمضان کے مہینے میں اِسے (قرآن کریم) اُتارا ہے‘‘۔

اور سورہ دخان کی ابتدا میں ہی ارشاد فرمایا کہ ’’ہم نے اِسے ایک بابرکت رات میں نازل فرمایا‘‘

جو بے شک رمضان کی راتوں میں سے ایک رات ہے اور پھر واضح انداز میں فرمایا کہ ’’ہم نے اِسے شب قدر میں اُتارا‘‘ اور پھر سورہ قدر کے اختتام تک اِسی شب کی عظمت اور برکت کا تفصیلی بیان ہے۔ جس کی ایک ہی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر کوئی قیمتی شيء محفوظ رکھنے کے لیے ایک غلاف تیار کیا جائے جس پہ کڑوروں کی دولت خرچ ہوجائے تو پھر بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غلاف کے اندر محفوظ چیز کی قیمت کیا ہوگی۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

اعجاز الدین عمری (کویت)

چار کا چمتکار

ابو جعفر منصور بنو عباس کا دوسرا خلیفہ گذرا ہے۔ ۷۵۴ء سے ۷۷۵ء تک اس نے حکومت کی تھی۔ اگر چہ یہ اپنے بھائی ابو العباس السفاح کے بعد تخت نشین ہوا مگر عباسی خلافت کا حقیقی بانی اسی کو مانا جاتا ہے۔ اسی نے اسکی بنیادیں مستحکم کیں۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا...

''میری حکومت کے چار ستون ہیں، اس کا استحکام انہیں پر انحصار کرتا ہے۔ اور وہ چار ستون ہیں...

☆ قاضی...... جسے خدا کے مقابلہ میں کسی کی دھمکی اور ملامت عدل و انصاف کے قیام سے باز نہیں رکھ سکتی۔

☆ پولیس...... جو زور آور سے کمزور کا حق دلوائے اور اسے انصاف فراہم کرے۔

☆ تحصیلدار...... جو حکومت کی ضرورتوں کی تکمیل تو کرتا ہے مگر اس بہانے رعایا پر ظلم نہیں کرتا۔ مجھے مظلوم کے مال کی حاجت بھی نہیں ہے۔

☆ اخبار نویس (میڈیا)...... جو بغیر کسی کمی و بیشی کے مجھ تک لوگوں کے احوال لاتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ میرے دربار میں کوئی ان سے بڑھ کر اہل صفانہ ہوں، اور بے داغ کردار کے چار اشخاص... میرے قدم سے قدم ملا کر چلیں تو ہماری کامیابی میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

ان سے احسان کا مطلب

فضیل بن عیاضؒ سے کسی نے پوچھا والدین کے ساتھ بھلائی کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب ملا:

☆ کاہلی جھٹک دو، بدن میں پھرتی بھر لو اور پھر ان کی خدمت میں جٹ جاؤ۔

☆ جب ان سے گفتگو کرو تو اپنی آواز کو ان کی آواز سے بڑھ نہ جانے دو۔

☆ نگاہیں نیچی رکھو اور حقارت آمیز نظر سے کبھی نہ انہیں دیکھا کرو۔

☆ ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو اور نہ کبھی ان کی خلاف ورزی سرزد ہو، ان کے روبرو بھی ان کے پیچھے بھی۔

☆ جب تک ان کی جان میں جان ہو ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرو، اور جب وہ اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دیں تو انہیں اپنی دعاؤں سے سہارا دو۔

رابعہ بصریہؒ کی باتیں

☆ دنیا کی روٹی تو کھاؤ مگر کام آخرت کا انجام دو۔

☆ کوئے یار (جنت) میں جب تک قدم نہ رکھ لیں، عاشقانِ خدا کے اشک تھمتے ہیں نہ نالے ہی رکتے ہیں۔

☆ گناہوں کی طرح اپنی نیکیاں بھی چھپا کر رکھو۔

ایک بار دیر رات اُٹھ کے آئیں اور خدا کے حضور بصد عجز گڑگڑا کر کہنے لگیں:

اے پروردگار! ستارے تابندہ ہو چکیں اور آنکھیں خوابیدہ بھی، دنیا کے سارے بادشاہوں کے در بھی بند ہو چکے ہیں۔ اور یہ تیری بندی سب کی آنکھ بچا کر تیری بارگاہ میں آئی ہے۔

بار الہا...! میں نے جس جاندار کی آواز میں بھی کان لگائے، سب کو تیری ذات بے ہمتا کا منتر پڑھتے پایا ہے۔

ہولے ہولے جھولتے درخت، مست خراماں بہتا پانی، گیت گاتا اڑتا پنچھی، سرسر کرتی بادِ نسیم، سورج کی تپش، چھاؤں کی ٹھنڈک، بادل کی گرج، بجلی کی چمک... ہر کوئی شاہد ہے کہ تو اکیلا ہے اور تجھ سا کوئی بھی نہیں ہے۔

میرے آقا...! تیرے مقرب بندے خلوتوں میں تیرے اور قریب آتے ہیں۔ ٹھاٹھیں مارتے سمندروں کی مچھلیاں تیری ہی عظمت کی مالا جپتی ہیں۔ لہروں کی شورش میں تیرے ہی جلال کی تقدیس سنائی پڑتی ہے۔ رات کی سیاہی، دن کا اجالا، گردشیں فلک، موجزن دریا، دودھیلی مہتاب، درخشاں ستارے... ہر شئے تیری ہی تسبیح میں مصروف ہے۔ اور ہر ایک شئے تیرے پاس اپنا حساب رکھتی ہے، اس لیے کہ تو اللہ ہے، سب سے برتر تو ہے اور سب سے بڑھ کر تیرا قہر ہے۔

راز

ایک شخص حسن بصریؒ کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا:

''اے امام آخر آپ کے زہد اور دنیا سے آپ کی بے رغبتی کا راز کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: یہ چار باتیں ہیں

☆ میں نے جب یہ جانا کہ میرے نصیب کا رزق مجھے ہی ملیگا کوئی دوسرا اس کو چھین نہیں سکتا تو میرے دل کو قرار آ گیا۔

☆ میں نے جب یہ جانا کہ میرا کام خود مجھے ہی کرنا ہے کوئی دوسرا اس کو نہیں کریگا تو میں نے خود کو ہی مصروف رکھا۔

☆ میں نے جب یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہیں ہر وقت میری نگرانی میں ہیں تو مجھے شرم محسوس ہوئی کہ وہ مجھے گناہ کرتا ہوا دیکھ لے۔

☆ میں نے جب یہ جانا کہ اجل میری راہ میں کھڑی ہے تو میں رب سے ملاقات کی تیاری میں لگ گیا۔

محمد شاہ نواز عالم قاسمی (دارالعلوم دیوبند)

کیا آپ کا بچہ کند ذہن ہے؟

ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ پڑھ لکھ کر قابل بن جائے، مگر کیا ہر بچہ ماں باپ کی خواہش پر پورا اترتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے' بعض بچے ایسے تو ذرا سی توجہ سے اچھے اچھے نتائج حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے اسکول میں پڑھنے اور ٹیوشن حاصل کرنے کے باوجود بھی پڑھنے لکھنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں پر اگر خصوصی توجہ دی جائے تو وہ دوسرے ذہین بچوں کی طرح بہتر نتائج حاصل کرسکتے ہیں۔

عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ کند ذہن بچوں پر خصوصی توجہ دینے کے بجائے' ان کے والدین یا ان کے اساتذہ انھیں مختلف قسم کے القاب سے نوازتے رہتے ہیں' مثلاً یہ بچہ تو لاپرواہ ہے نہ جانے اس کا دھیان کدھر رہتا ہے' ویسے تو یہ خوب تیز ہے' دوسروں کی شکایتیں بھی خوب کرتا ہے' کھیل کود میں کسی سے پیچھے نہیں' لڑتا بھڑتا بھی رہتا ہے' مگر پڑھائی کے وقت نہ جانے اسے کیا ہوجاتا ہے۔

کبھی ماں اپنے دیگر رشتے داروں یا بچے کے دوستوں کے سامنے یہ فقرے دہراتی نظر آتی ہے کہ اس نے ہماری ناک کٹوا دی ہے' اب اگر تم فیل ہوگئے تو یاد رکھنا میں تمھیں آنٹی کے ہاں لے کر نہیں جاؤں گی' دیکھو شرم کرو' تمہارا فلاں دوست کتنے اچھے نمبر لے کر پاس ہوا ہے اور ایک تم ہو' نکھٹو' فلور' آخر تم کو کب عقل آئیگی......... وغیرہ وغیرہ

ایسی باتیں کرنے والے اساتذہ یا والدین کا شاید یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ سے ان کا بچہ کچھ اثر لے گا اور پڑھائی کی طرف دھیان دیگا' مگر یہ سب ان کا خام خیالی ہے' ان باتوں کا بچوں کی شخصیت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ وہ جذباتی اور عدم تحفظ کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کے اندر منفی صلاحیتیں مختلف پہلوؤں سے اجاگر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ تنہائی پسند ہوجاتا ہے۔ اس میں چڑچڑا پن پیدا ہوجاتا ہے۔ اکثر ایسے بچوں کو ایسے الفاظ دہراتے ہوئے پایا گیا کہ ''ہاں ہاں! میں بُرا ہوں، اللہ کرے، میں مرجاؤں'۔

اگر آپ کے بچے میں مذکورہ بالا خصلتیں پائی جاتی ہیں تو آپ اپنے بچے کو قصوروار مت ٹھہرائیں، اس کی اس کیفیت میں عقلی شعور کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اس کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ تمام سوچ اور کوششوں کے باوجود کچھ نہیں کرپاتا جو آپ کی خواہش ہے، ایسے بچے میں سیکھنے کی صلاحیت قدرتی طور پر رکاوٹ بنتی ہے اور جو چیز بچے میں قدرتی طور پر کم پائی جاتی ہو اس کا نعم البدل مختلف طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں نیویارک میں بچوں کے والدین کا ایک اجلاس ہوا جس میں '' آموزشی دشواریاں'' کی اصطلاح سامنے آئی جس کا تعلق ان بچوں سے تھا جن کی ذہنی استعداد اچھی تو عام بچوں کی طرح' مگر ان کو اپنا سبق یاد کرنے میں عارضی و معمولی دشواری محسوس ہوتی تھیں۔

بچوں میں پائی جانے والی آموزشی دشواریوں کی چند اقسام یہ ہیں۔ (۱) یاد کرنے میں دشواری (۲) سمجھنے میں دشواری (۳) املا لکھنے میں دشواری (۴) از خود کسی مسئلے کو حل کرنے میں دشواری (۵) بار بار پڑھنے یا کتاب لے کر بیٹھنے کے باوجود صحیح طور پر نہ سمجھنے میں دشواری۔

اگر یہ علامتیں بہ ظاہر ایک صحت مند اور نارمل بچے میں پائی جائیں تو ایسے والدین کو چاہیے کہ ان بچوں کے ساتھ معاملات میں مندرجہ ذیل احتیاط برتیں۔ (۱) ایسے بچوں کا کسی دوسرے بچے سے موازنہ نہ کریں

(۲) بچے کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں (۳) ان کے بارے میں طنزیہ یا نفرت کا لہجہ اختیار نہ کریں اور خاص طور پر ان کی شخصیت کو ہرگز نظر انداز نہ کریں۔

تھوڑی سی توجہ سے آپ کا وہ بچہ جسے آپ کند ذہن سمجھتے ہیں' دوسرے بچوں کی طرح اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے' لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ وقت ضائع کیے بغیر اسے کسی ماہر نفسیات کو دکھائیں اور دیندار اور تجربہ کار بزرگ' عالم' مفتی سے مشورہ کریں' تاکہ مناسب تشخیص کے بعد بچے میں موجود آموزش کی دشواریوں کو خصوصی تراکیب کی مدد سے اگر ختم نہیں تو کم از کم کیا جاسکے اور آپ کا بچہ بھی تعلیمی مراحل بھرپور طریقے سے طے کرے۔

یاد رکھیے! ایسا بچہ جس کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں خصوصی توجہ کا طالب ہوتا ہے' اگر آپ مصروف ہیں تو مصروفیات ترک کرکے اس کو خصوصی توجہ دیں یہ آپ کا دینی اور معاشرتی فریضہ ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ بچہ کے کند ذہن ہونے کی کوئی دوسری وجہ نہیں ہوتی' بلکہ گھر کے افراد لاڈ پیار میں اس کم عمر کو کچھ نہ کچھ ہر وقت کھلاتے رہتے ہیں' بزرگوں نے لکھا ہے کے کم عمر بچہ زیادہ کھائے تو اس کا حافظہ خراب ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ ہم لوگ ڈانٹ ڈپٹ تو کرلیتے ہیں اسے غذا یا مرغوب چیز دینے میں تناسب کا خیال نہیں رکھتے' حال آں کہ ذرا سی اپنے نظام کی تبدیلی سے ساری شکایت دور ہوسکتی تھی' مگر اس کی خاطر خواہ مخواہ اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کا چکر لگانے میں اپنا نظام درست نہیں کرتے۔

کند ذہن بچوں کی تعلیم

جو بچہ کند ذہن اور کم زور دماغ کا ہو' اس کا علاج علم ہے۔ عقل پر لگے ہوئے زنگ کو علم ہی دور کرتا ہے' اس کی تعلیم کی طرف سے ہرگز غفلت نہ برتی جائے' بلکہ کوشش کرکے حکمت عملی سے کام لے کر اس کو اس میں لگادے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے مختلف قسم کی چیزیں پیش کرے' ان کے متعلق سوالات کرکے اس کی خوبیاں اور کمزوریاں بیان کرے' تھوڑا سبق دے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرادے اور جب تک پختہ نہ ہو جائے' آگے نہ بڑھائے' اس میں اتنی بات ضرور ہے کہ تعلیم دینے والے کو محنت اور دماغ پاشی زیادہ کرنی پڑیگی اور وہ ایک سیر علم سکھائے گا تو پاؤ بھر جتنا فائدہ ہوگا' لیکن ہوگا ضرور اور ایسی امید بھی کی جاسکتی ہے کہ آگے چل کر اس کا دماغ کھل جائے اور وہ ایک ذہین بچہ بن جائے۔

بچوں کی حالتیں وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہیں' ممکن ہے کہ جو بچہ بچپن میں کند ذہن ہو وہ آگے چل کہ بے حد ذہین بن جائے اور ذہین بچہ ایک دم کند ذہن بن جائے۔ لہٰذا ناامید ہوکر بچے کی تعلیم کو موقوف نہیں کرنا چاہیے۔

ام حسن (کویت)

اے دختر اسلام! تو باپ کو جنت کی نوید اور بشارت

ظہور اسلام سے قبل انسانوں کی نظر میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا، اُسے ایک ذلیل جانور سے بھی کمتر خیال کیا جاتا تھا، اور بیوہ عورت پر متوفی شوہر کا قریبی رشتہ دار چادر ڈال دیتا تھا، عورت خوش ہو یا ناخوش وہ چادر والے کی بیوی بن جاتی تھی، سوتیلے بیٹے بھی سوتیلی ماؤں پر اس طرح قابض ہو جایا کرتے تھے، ہندوؤں میں ستی ہونے کا رواج تھا، بیوہ اپنے خاوند کے ساتھ جل کر راکھ ہو جایا کرتی تھی، شریف گھرانوں میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے یا کسی گہرے کنویں میں دھکیل کر اُسے ہلاک کر دیا جاتا، اور یہ انسانیت سوز فعل انکے نزدیک اعلٰی شرافت کا نشان تھا۔

دور جاہلیت کے فرمانرواؤں نے جس طرح عورت کو ذلیل اور حقیر مخلوق قرار دے رکھا۔ عورت پاؤں کی دھول تھی' بوجھ تھی' پائمال تھی' برباد و ناشاد تھی۔ مگر اسلام نے عورت کو عظمت عطا کی، مقام دیا، عزت دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر جناب رسول اللہ ﷺ کو وہ دین حق دیکر مبعوث فرمایا جس نے انسان کو جہاں اپنے خالق و مالک کی معرفت سے سرفراز فرمایا 'وہاں اسے حقیقی انسانیت سے روشناس فرمایا۔ معاشرہ میں عدل وانصاف' دیانت وشرافت اور ہمدردی ومساوات کا بول بالا کیا۔ عورت کو ماں' بہن' بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے وہ بلند مقام عطا فرمایا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق کا تعین کر کے مردوں پر انکی ادئیگی کو لازم قرار دیا۔

ہاں ساری کائنات میں مکہ کے دریتیم آمنہ کے لال محمد عربی ﷺ کی صدا گونجی کہ النساء شقائق الرجال ''عورتیں مردوں کے لیے گل وتر..... ہیں۔ اسلام رحمۃ للعالمین ﷺ کا سکھایا ہوا دین ہے اسکے احکام رب العالمین ﷺ کی ساری مخلوق کیلیے رحمت ہیں۔ جبھی تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا ''فاتقوا اللہ فی النساء'' اے مردوں! دیکھنا عورتوں کے معاملات میں خوف الٰہی سے کام لینا۔ اس ہادی عظیم ﷺ نے جب یوم عرفہ کا مشہور تاریخی خطبہ دیا تب بھی خواتین کو فراموش نہیں کیا اور امت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

'' اے میرے جانثارو اور مجھ پر جی جان چھڑکنے والو! عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے انکو اللہ کے نام کے واسطے سے حاصل کیا ہے۔

(۱) بچی کی پیدائش کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا:۔ اسلام نے بتایا کہ مؤمن کو ہر حال میں اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیے اور انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ لڑکیوں کی پیدائش کا استقبال کرنا چاہیے اور حیات انسانی کو اللہ کا عطیہ خیال کرتے ہوئے عورت اور مرد میں کوئی تفریق نہیں کرنی چاہیے' اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک بچی اپنے اہل خاندان کے لیے بچے کے مقابلے میں خیر کا زیادہ ذریعہ ہو' یہی وجہ ہیکہ اللہ تعالیٰ نے جب قرآن کریم میں اس بات کو بیان فرمایا کہ اولاد اللہ کا عطیہ ہے' تو بیان میں عورتوں کو مقدم کیا، ارشاد ہے۔ **یھب لمن یشاء اناثا** .....(شوریٰ:۴۹) ترجمہ: ''جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے' جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے' جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے' وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے''

اللہ نے اس آیت کریمہ میں لڑکیوں کو پہلے بیان کر کے اہل اسلام کو اس طرف متوجہ کیا کہ لڑکیوں کی پیدائش کی صورت میں چہروں پر شکنیں نمودار ہونا جاہلی نظام پرستاروں کا رویہ ہے' جیسا کہ ایک دوسرے موقع سے قرآن میں وارد ہے **واذا بشر احدھم بالانثی** ....(النحل:۵۹) ترجمہ: ''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے' تو اس کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے' اور وہ..... خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے' لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کس کو منہ دکھائے' سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے' یا مٹی میں دبا دے' دیکھو کیا برا حکم ہے جو یہ لگا رہے ہیں'' اس آیت کا واضح مقصد ہے کہ مسلمانوں کو کفاروں ومشرکین کی ہر روش اور ان کی ہر بری عادت سے لازماً بچتے ہوئے لڑکیوں کی پیدائش کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا چاہیے۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس کی بے عزتی کرے' اور نہ ہی بیٹوں کو اس پر ترجیح دے' اللہ اسے جنت میں داخل کریگا''۔ (ابوداؤد) ایک اور موقع سے فرمایا ''جوان بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ آزمائش میں مبتلا ہو' اور انکے ساتھ وہ حسن سلوک کرے' تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گے'' (بخاری)

(۲) اچھا نام رکھنا:۔ بچی کی پیدائش پر اسی طرح اس کے لیے بہتر نام کا انتخاب کرنا چاہیے جس طرح بچے کے لیے کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ جس طرح مردوں کے برے ناموں کو اچھے ناموں میں تبدیل کر دیتے تھے' اسی طرح عورتوں کے برے ناموں کو اچھے ناموں میں تبدیل فرما دیتے تھے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عاصیہ (نافرمان) کا نام بدل کر جمیلہ (خوبصورت) کر دیا۔ (مسلم)

(۳) بچی کے کان میں اذان واقامت اور عقیقہ:۔ جس طرح بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت مسنون ہے اسی طرح بچی کے لیے بھی مسنون ہے اور جیسے بچہ کا عقیقہ مسنون ہے اسی طرح بچی کا عقیقہ بھی مسنون ہے۔ جو کہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جائیگا۔ بچہ کے لیے دو دنبے اور بچی کے لیے ایک دنبہ کیا جائیگا۔ عقیقہ کے بعد سر منڈا کر بال کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کر دیا جائے (ابوداؤد)

(٤) محبت و شفقت کے مظاہر میں مساوات:۔ لڑکیوں کے جذبات' آرزؤں اور تمناؤں کا اسی طرح خیال رکھا جائے جس طرح لڑکوں کے جذبات کا خیال رکھا جاتا ہے اور محبت وشفقت کے مظاہر میں ان دونوں کے درمیان کسی طرح کی کوئی تفریق نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں اس کا بیٹا آیا۔ اس نے اس کا بوسہ لے کر اسے اپنی گود میں بیٹھا لیا۔ پھر تھوڑی دیر میں اس کی بیٹی آئی تو اس نے اسے پکڑ کر بغل میں بیٹھا لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے دونوں کے درمیان انصاف اور برابری کا معاملہ نہیں کیا۔

(۵) ھدایا وتحائف اور عطیات میں مساوات:۔ ہدایا اور عطیات میں بھی لڑکے لڑکیوں میں مساوات اور برابری مطلوب ہے۔ ایک صحابی رسول ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے اپنے ساری اولاد کو اسی طرح دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسے لوٹا دو'' (بخاری)

(٦) بچیوں کو مستقبل کی زندگی کے لیے اہل بنانا: بچیوں کو مستقبل کی زندگی کے لیے اہل بنانے کی خاطر بچپن سے ہی اسی طرح اہتمام کیا جائے گا جس طرح بچوں کو اہل بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عورت کا اولین اور اہم فریضہ نسل انسانی کی پرورش اور پرداخت ہے لہٰذا اس مقصد کے لیے مناسب ذرائع سے ان کی تربیت کی جائے گی۔ (جاری)

جمع وترتیب: ادارہ

آپ کے مسائل کا حل

گذشتہ رمضان کے کچھ روزے باقی ہوں اور پھر رمضان آجائے

سوال: جس آدمی پر گذشتہ رمضان کے کچھ روزے باقی ہوں اور دوسرا رمضان آجائے، تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟ اس لیے کہ رمضان آنے سے پہلے اس نے روزے پورے نہیں کیے، اور کیا اُسے کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا؟

جواب: جس آدمی پر رمضان کے روزے باقی ہوں اُسے چاہیے کہ آنے والے رمضان سے پہلے اُسے پورا کرلے، روزے کی قضا شعبان تک موخر کرسکتا ہے اور اگر پورا کرنے سے پہلے دوسرا رمضان آگیا تو وہ گنہگار ہوگا آئندہ اس کی قضا کرے گا اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا، صحابہ کرام کی ایک جماعت کا یہی فتوی ہے، کھانا کھلانے کی مقدار روزانہ شہر کی عام غذا سے نصف صاع ہے (جس کی مقدار ڈیڑھ کیلو بنتی ہے) ایک ہی مسکین کو روزانہ کھلاسکتا ہے۔ اور اگر کسی عذر یا بیماری کی وجہ سے روزے کی قضا میں تاخیر ہوئی ہے تو صرف قضا کرے گا کھانا نہیں کھلائے گا، اس لیے کہ اس آیت کے عموم سے یہی معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ''جو مریض ہو یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں پورا کرے'' (البقرہ ۱۸۴)

(شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

روزہ دار کا توتھ پیسٹ استعمال کرنا

سوال: روزہ کی حالت میں توتھ پیسٹ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں روزہ دار کے لیے توتھ پیسٹ استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ احتیاط رکھنا چاہیے کہ اس کا کوئی حصہ حلق سے نیچے نہ جانے پائے۔ توتھ پیسٹ کا تقریبا وہی حکم ہے جو مسواک کا ہے، اس لیے دن میں کبھی بھی کرسکتا ہے۔ جس طرح مسواک کا استعمال دن کے ابتدائی حصہ میں بھی کیا جاسکتا ہے اور آخری حصہ میں بھی۔

البتہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے لیکن یہ قول مرجوح اور کمزور ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ دوپہر بعد بھی مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ مسواک کے بارے میں حدیثیں عام ہیں، ان میں زوال سے پہلے یا بعد کی تفریق نہیں ہے۔

(شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

رمضان کے دن میں انسولین کا انجکشن لینا

سوال: ذیابیطس کے مریض کے لیے رمضان کے دن میں انسولین کا انجکشن لینا کیسا ہے اور کیا اس انجکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شوگر کے مریض کے لیے انسولین کا انجکشن لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ممانعت صرف غذا والی انجکشن کی ہے، اسی طرح رگ اور پٹھے میں بھی انجکشن لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر ہوسکے تو انجکشن رات میں لگوائے جائیں یہی افضل اور احوط ہے۔ (شیخ ابن بازؒ)

روزہ دار کے لیے آلۂ تنفس (Inhelar) کا استعمال کرنا

سوال: رمضان میں بحالت روزہ کیا سانس کے مریض کے لیے آلۂ تنفس استعمال کرنا درست ہے؟

جواب: آلۂ تنفس کا استعمال روزہ دار کے لیے درست ہے خواہ یہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا۔ اس لیے کہ اس کا آکسیجن معدہ میں نہیں جاتا بلکہ ہوا کی نالیوں میں پہنچ کر وہ ہوا کی نالیوں کو صاف کردیتا ہے اور کھول دیتا ہے اور مریض کو سانس لینے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ اس کا استعمال کھانے پینے کے مفہوم میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی چیز ہے جو معدہ میں پہنچتی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل چیز روزہ کی صحت ہے الا یہ کہ قرآن، حدیث، اجماع یا قیاس صحیح سے روزہ ٹوٹنے کے لیے کوئی دلیل موجود ہو۔ (شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ)

حاملہ اور مرضعہ پر قضا ہے یا کفارہ؟

سوال: حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورتیں اگر روزہ نہ رکھیں تو ان پر قضا ہے یا کفارہ (فدیہ)

جواب: حاملہ و مرضعہ عورتوں کا وہی حکم ہے جو مریض کا ہے۔ اس لیے جب ان کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو تو ان کو افطار کی اجازت ہے البتہ جب وہ روزہ رکھنے پر قادر ہوجائیں تو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ان پر ضروری ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ دونوں (مرضعہ وحاملہ) ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھلادیں تو کافی ہے لیکن یہ قول مرجوح اور دلائل کے اعتبار سے کمزور ہے صحیح بات یہی ہے کہ وہ روزہ کی قضا کریں گی اور ان کا حکم وہی ہے جو مریض کا ہے اور مریض کے سلسلے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے'' (۱۸۴)

نیز حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مسافر کا روزہ اور آدھی نماز اور حاملہ و مرضعہ کا صرف روزہ معاف کردیا ہے (رواہ الخمسہ) (یعنی جس طرح مسافر سفر کا عذر ختم ہوجانے پر روزہ کی قضا کرے گا اسی طرح مرضعہ اور حاملہ بھی عذر ختم ہونے کے بعد روزہ کی قضا کریں گی۔) (شیخ ابن بازؒ)

کیا عورت شوال کے چھ روزے رکھے یا قضائے رمضان سے ابتداء کرے؟

سوال: کیا عورت ماہواری کی وجہ سے چھوڑے ہوئے رمضان کی قضا پہلے کرے یا کہ شوال کے چھ روزے رکھنے چاہیے؟

جواب: جب آپ حدیث میں وارد شدہ اجر وثواب حاصل کرنا چاہتی ہوں جو کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے وہ پورے سال کے روزوں کی طرح ہی ہے'' (مسلم)

اس لیے عورت کو چاہیے کہ وہ پہلے رمضان المبارک کے روزے مکمل کرلے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے تاکہ حدیث کے مطابق عمل ہوسکے اور اُسے مذکورہ اجر وثواب حاصل ہو۔ لیکن اگر وہ پہلے شوال کے چھ روزے رکھے اور رمضان کی قضا کو مؤخر کردے تو یہ بھی جائز ہے لیکن رمضان کی قضا آنے والے رمضان سے پہلے پہلے مکمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم (شیخ محمد صالح المنجد)

صدقۂ فطر کی مقدار

سوال: صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کی واجب مقدار اہل بلد کے کھانے جیسے چاول گیہوں اور کھجور وغیرہ سے ایک صاع ہے جو مرد عورت، آزاد، غلام اور چھوٹے بڑے تمام مسلمانوں کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اور یہ صدقہ نماز عید کے لیے جانے سے قبل نکالنا ضروری ہے۔ اگر عید کے ایک یا دو دن پہلے نکال دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایک صاع تقریبا تین کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔ ((شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ)

محمد خالد اعظمی (کویت)

چین میں عربی ٹی وی چینل کی ابتدا

بیجنگ ۔چین نے اپنے عربی ٹی وی چینل کی شروعات ۲۵ جولائی سے کر دی ہے، جس کا خاص مقصد مشرق وسطی اور شمالی افریقہ میں لوگوں کو چین کی صحیح اور حقیقی تصویر دکھانا ہے۔ یہ اسٹیشن چوبیس گھنٹہ خبریں، فنون لطیفہ اور ثقافت کے پروگرام نشر کرے گا ۔ اس چینل کو عربی زبان بولنے والے ۲۲ ممالک میں تیس کروڑ لوگ دیکھ سکیں گے۔ چینل کی شروعات ۸۰ افراد سے ہو رہی ہے، عربی زبان بولنے والے چینی پیشکار پروگرام پیش کریں گے۔

خواتین وکلا کو حجاب پہننے کی ہدایت

غزہ ۔حماس کے زیر انتظام سپریم کورٹ کے چیف جسٹس عبدالرؤف حلبی نے غزہ پٹی سے تعلق رکھنے والی خواتین وکلاء کو عدالتوں میں پیشی کے دوران اسکارف اوڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن بار اسوسی ایشن نے اس فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد سے انکار کر دیا ہے۔

قرآن مجید کا سب سے بڑا نسخہ

ہندوستان ۔صوبہ کیرالا کے ضلع کوٹائم میں ۴۵ سالہ بابو جی نے قرآن حکیم کا ایسا نسخہ تحریر کیا ہے جس کے بارے میں ان کا دعوی ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا نسخہ ہے۔ اس کا حجم ۸۵ سنٹی میٹر لمبا اور ۶۵ سنٹی میٹر چوڑا ہے۔ ۵۰ کیلو وزنی اس نسخہ میں ۶۰۳ صفحات ہیں۔ اس نسخہ کو گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

غربت کی وجہ سے عراقی لوگ اپنے اعضاء فروخت کرنے پر مجبور

بغداد ۔جنگ سے تباہ حال عراقی عوام اپنے اعضاء بیچنے پر مجبور ہیں۔ بغداد میں ڈیلرس کے ذریعے انسانی گردے کی تجارت عروج پر ہے۔ کریم حسین عراق کے جنوبی صوبہ کا باشندہ ہے لیکن وہ بغداد کا طویل سفر طے کر کے آیا اور اپنا گردہ فروخت کر دیا جس سے ان کو تین ہزار ڈالر کی رقم ملی۔ تاکہ اس رقم سے اپنا قرض ادا کر کے معمول کی زندگی گزار سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ گردہ کی قیمت ۱۵ ہزار ڈالر سے بھی زیادہ ہے لیکن ڈیلرس اس کی دو تہائی سے زائد رقم لے کر ایک تہائی حصہ متعلقہ فرد کو دے دیتے ہیں۔ عراق کے ۲۳ فیصد عوام سطح غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور غیر سرکاری اطلاعات میں یہ شرح ۳۰ فیصد بتائی گی ہے۔

اسلام روس کا سب سے باثر مذہب

ماسکو ۔روس کے صدر دیمتری میدی یدوف نے مسلم تنظیموں کے قائدین سے ہوئی ایک ملاقات کے دوران کہا کہ ”روس کی مذہبی زندگی ایک ہمہ اعتقادی ہے اور اسلام روس کی وسیع تر آبادی کا بااثر مذہب ہے۔ روس ایک ہمہ قومی، اعتقادی ملک ہے۔ روسی مسلمانوں کا کافی احترام ہے ۔اور انہیں بااثر مانا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ادارے معاشرہ میں امن کو فروغ دینے میں ایک اہم حصہ ادا کر رہے ہیں، اور بیشمار افراد کو روحانی اور اخلاقی تعلیم کے زیور سے آراستہ کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی انتہا پسندی اور بیرونی افراد کے خلاف بھی لڑ رہے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ روس میں ۱۸۲ نسلی گروپس ہیں، ان میں سے ۵۷ کا یہ دعوی ہے کہ اسلام ان کا اصل مذہب ہے۔

مسقط میں عالیشان مسجد کا افتتاح

مسقط ۔جنوبی ظوفر علاقہ میں سلطان قابوس بن سعید نے ایک نئی مسجد کا افتتاح اپنے اخراجات پر کیا ہے۔ مسجد کے افتتاح کے موقع پر وزراء کے علاوہ سرکردہ مسلم قائدین موجود تھے۔ مسجد کا رقبہ ۴۰ ہزار ۴۰۰ مربع میٹر ہے جسکے اطراف باونڈری وال اور ۴ باب الداخلہ ہیں۔ مسجد کی گنبد کا قطر ۱۵ میٹر ہے اور بلندی ۳۶ میٹر ہے۔ گراونڈ فلور ۷،۳۶۰ مربع میٹر کی گنجائش ہے جہاں پر ۳،۲۰۰ مصلی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نیز خواتین کیلئے علاحدہ جگہ فراہم کی گئی ہے جہاں ۳۵۰ خواتین نماز ادا کر سکتی ہیں۔ دیگر سہولتوں میں ۴ کلاس روم بھی ہیں جس میں ۱۸۰ افراد تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ بالائی منزل پر ایک لائبریری اور کانفرنس ہال ہے

اسلامی نوادرات کی قدر دانی

آج کل اسلامی نوادرات کی قدر دانی میں کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ کچھ دنوں قبل کرسٹی نیلام ہاؤس میں ایک نادر قرآن پاک کا صرف ایک ورق ڈھائی ملین پاؤنڈ اسٹرلنگ میں فروخت ہوا تھا۔ اس کے علاوہ خانہ کعبہ کی کنجیاں بھی قدر دانوں کی التفات خاص کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ اب تک دنیا میں خانہ کعبہ کی ۵۸ کلیدوں کا پتہ چل سکا ہے، جن میں ۵۴، استنبول کے توپ کاپی عجائب گھر کی زینت ہیں۔ ایک قاہرہ کے اسلامک آرٹ میوزیم میں، ایک پیرس کے لوور میوزیم اور ۲ نہاد السعید نامی ذخیرہ نوادر میں شامل ہیں۔ حال ہی میں یورپ کے ایک نیلام گھر میں ایک بے نام شخص نے ۹،۲ ملین پاؤنڈ میں کلید کعبہ کو حاصل کیا جس پر عباسی خلیفہ المقتدا ابو جعفر ابو العباس کا نام مرقوم ہے۔

ایک ارب افراد فاقہ کشی میں مبتلا

اقوام متحدہ ۔ اقوام متحدہ کے خوراک کے ادارے ایف اے او کا کہنا ہے کہ دنیا میں ایک ارب سے زیادہ افراد بھوک میں مبتلا ہیں۔ ایک پریس کانفرنس کے دوران ایف اے او کے ڈائرکٹر جنرل ژاک دیوف نے کہا کہ دنیا میں آج بھی ۳۱ ایسے ممالک ہیں جنھیں خوراک کے بحران کا سامنا ہے اور انہیں ورلڈ فوڈ پروگرام جیسے اداروں سے مدد کی اشد ضرورت ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بھوکے لوگوں کے پاس صرف تین راستے ہوتے ہیں۔ ہنگامہ کریں، ہجرت کریں یا مر جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ صورت حال انتہائی سنگین ہے کیونکہ خوراک کی سیکورٹی کا سوال دنیا کے امن اور سیکورٹی کا سوال ہے

باغیچۂ اطفال

ادارہ

پیارے بچو! السلام علیکم

ابھی آپ رمضان کے مبارک مہینہ سے گذر رہے ہیں، آپ نے اپنے ابوامی سے رمضان کی بابت بہت کچھ سنا ہوگا، آیئے! آج ہم آپ کو مزید کچھ معلومات فراہم کررہے ہیں:

رمضان کے مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، سرکش شیاطین قید کردیے جاتے ہیں، اور نیکیوں کے اجروثواب میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ سارے مسلمان اس ماہ مبارک میں روزہ رکھتے، قرآن کی تلاوت کرتے، تراویح کی نماز ادا کرتے اور فقراء ومساکین کی مواسات وغمخواری کرتے ہیں۔

اس مہینہ میں ایک رات ایسی آتی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں (83 سال 4 مہینہ) کی عبادت سے بہتر ہے جسے ہم شب قدر کہتے ہیں، یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ اس نے ایک رات کی عبادت کو 83 سال 4 مہینے کی عبادت سے افضل ٹھہرائی ہے جو مدت ایک طویل عمر پانے والے انسان کی ہوتی ہے۔ یہ رات رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں (21، 23، 25، 27، 29) میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔ اس رات کو پانے کے لیے پیارے نبی ﷺ رمضان کی آخری دس راتوں میں خود بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بیدار رکھتے تھے۔

اس ماہ مبارک میں ہم آپ کے لیے بھی کچھ کرنے کے کام بتا رہے ہیں، ہمیں امید ہے کہ آپ اسے ضرور کریں گے:

- ابو اور امی کے ساتھ ساتھ آپ بھی روزہ رکھیں، جس وقت ابوامی سحری کے لیے بیدار ہوں آپ بھی بیدار ہوجائیں اور سحری کھا کر اگلے دن کا روزہ رکھیں۔
- رمضان میں افطار کرانے کا بہت ثواب ہے۔ اس لیے کبھی کبھی اپنے پاس روزے داروں کو بلا کر افطار ضرور کرائیں۔

پیارے بچو! آپ نے مدینہ میں مسجد نبوی کا نام ضرور سنا ہوگا، رمضان کے مبارک دنوں میں افطار کے وقت وہاں کا منظر قابل دید ہوتا ہے، آپ ہی کے جیسے ننھے ننھے بچے اپنے ابو کے ساتھ افطار کا سامان لے کر بوقت عصر مسجد میں آجاتے ہیں، اور عصر کے بعد سے اذان تک افطار کرنے والوں کی تلاش میں مسجد سے باہر، مسجد کے اندر، وضوخانے میں ہر جگہ دوڑتے رہتے ہیں، جب کوئی ملتا ہے، باادب اُسے بلا کر اپنے پاس دسترخوان پر بیٹھاتے ہیں۔

کیا آپ کو پتہ ہے، وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا اُسے ایک روزے دار کا ثواب ملتا ہے اور افطار کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی''۔

- آپ نے جتنا قرآن یاد کیا ہے اُسے خوب پڑھیں اور بار بار دہرائیں۔ وقت نکال کر قرآن کریم کی تلاوت بھی کریں کیونکہ رمضان قرآن کا مہینہ ہے۔ اسی مہینہ میں اللہ پاک نے قرآن اُتارا تھا۔
- روزانہ ابوامی خرچ کے لیے جو پیسے دیتے ہیں اُن میں سے کچھ پس انداز کرکے اپنے ہاتھ سے غریبوں کو بھی دیں کیونکہ یہ مواسات وغمخواری کا مہینہ ہے۔ اگر آپ کا کوئی دوست یا رشتہ دار مالی اعتبار سے کمزور ہے خواہ وہ کویت میں ہو یا آپ کے ملک میں، ابوامی سے کہہ کر ان کی مالی اعانت کریں یا کم از کم عید کے موقع سے ان کے لیے کپڑے وغیرہ ضرور بنوا دیں، کیونکہ ؎

ہیں لوگ وہی دنیا میں اچھے
کام آتے ہیں جو دوسروں کے

نیکی کے سپاہی

نیکی کے ہم لوگ سپاہی
مل کر جان لڑائیں گے
انسانیت چیخ رہی ہے
اس کے روگ مٹائیں گے
پورا زور لگائیں گے
بگڑی بات بنائیں گے
دنیا ساری امن کو ترسے
ہم یہ پیاس بجھائیں گے
نیکی کے ہم لوگ سپاہی
مل کر جان لڑائیں گے
سچائی کی صبح جہاں میں
پھر ایک بار سجا دیں گے
کرنوں کا ایک سیل بہے گا
ہر سو نور لٹا دیں گے
من کی جوت جگا دیں گے
تازہ جوش دلا دیں گے
کہہ کر ایک اذان نرالی
سب کی نیند اڑائیں گے
نیکی کے ہم لوگ سپاہی
مل کر جان لڑائیں گے

مولانا نعیم صدیقی

یہ کون دیتا ہے آخر

زمیں پہ رہ کے دماغ آسماں سے ملتا ہے
کبھی یہ سر جو تیرے آستاں سے ملتا ہے

اسی زمین سے، اسی آسماں سے ملتا ہے
یہ کون دیتا ہے آخر، کہاں سے ملتا ہے

سنا ہے لوٹ لیا ہے کسی کو رہبر نے!
یہ واقعہ تو میری داستاں سے ملتا ہے

درِ حبیب بھی ،بتکدہ بھی، کعبہ بھی
یہ دیکھنا ہے سکون کہاں سے ملتا ہے

اگر طلب نہ ہو تو کسی در سے کچھ نہیں ملتا
اگر طلب ہو تو دونوں جہاں سے ملتا ہے

وہیں چلو وہیں اب ہم بھی ہاتھ پھیلائیں
شمیمؔ سارے جہاں کو جہاں سے ملتا ہے

(شمیمؔ کرہانی)

غارت گرِ باطل بھی تو

کیوں چمن میں بے صدا مثلِ رمِ شبنم ہے تو
لب کشا ہوجا، سرودِ بربطِ عالم ہے تو

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
نا خدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو

وائے نادانی! کہ تو محتاجِ ساقی ہوگیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ غارت گرِ باطل بھی تو

(علامہ اقبالؒ)

کچھ تو.....طوفان اٹھاؤ یارو

کچھ تو ہمت کرو طوفان اٹھاؤ یارو
بد نما چہروں کو آئینہ دکھاؤ یارو

توڑ ہی ڈالو یہ خموشی کا جاں لیوا طلسم
آپ بیتی کوئی جگ بیتی سناؤ یارو

کیا خبر، دار سے پھر کون سلامت آئے
آج کی رات کوئی جشن مناؤ یارو

یوں دبے پاؤں زمانے سے گزرنا کیسا
خوابِ غفلت سے زمانے کو جگاؤ یارو

پھر وہی حبس کا موسم ہے مسلط ہم پر
پھر وہی وقت ہے تحریک چلاؤ یارو

ابنِ آدم ہیں سبھی کوئی نہیں ہے برتر
ذات کی اونچی فصیلوں کو گراؤ یارو

دشتِ تنہائی میں یوں ہم کو اکیلا کرکے
اس قدر لمبی مسافت پہ نہ جاؤ یارو

آج دربار سے یہ حکم ہوا ہے جاری
جاؤ فیضانؔ کا سر کاٹ کے لاؤ یارو

(فیضانؔ عارفی)

مسلم کمیونٹی کے لیے رمضان کوئز

صحیح جواب دیجیے اور انعام حاصل کیجیے

صحیح جواب پر نشان ☑ لگائیں

۱۔ کون سے صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔

ابوبکرؓ ☐ زید بن حارثہؓ ☐ عثمان بن عفانؓ ☐

۲۔ جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہیں؟

۱۷ ☐ ۱۶ ☐ ۱۹ ☐

۳۔ حدیث مکمل کریں: (نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ... و ...)

اَلْمَالُ وَالْاَوْلَادُ ☐ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ ☐ اَلْعَيْنَانِ وَ الْاُذُنَانِ ☐

۴۔ کون شخص ہے جس سے نبی ﷺ نے کشتی زنی کی تھی ؟

ابوجہل ☐ ابن صیاد ☐ رکانہ ☐

۵۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ''یہ اہل بیت میں سے ہیں''

معاذ بن جبلؓ ☐ سلمان فارسیؓ ☐ ابوالدرداءؓ ☐

۶۔ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں.......نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

ایک ہزار ☐ ایک لاکھ ☐ دو لاکھ ☐

۷۔ رسول اللہ ﷺ سن......ہجری میں وصال فرماگیے۔

۱۱ ☐ ۱۲ ☐ ۱۳ ☐

۸۔ کوئی شخص روزہ کی حالت میں سویا اور پھر محتلم ہوگیا تو......

اس کا روزہ ٹوٹ گیا، کفارہ واجب ہے ☐ اس کا روزہ نہیں ٹوٹا ☐

اس پر فدیہ واجب ہے ☐

۹۔ عید کے دن کا روزہ رکھنا..........ہے۔

جائز ☐ حرام ☐ مکروہ ☐

۱۰۔ غزوۂ تبوک سن......ہجری میں ہوا۔

۷ ☐ ۹ ☐ ۱۰ ☐

صحیح عبارت کے سامنے صحیح علامت ☑ اور غلط عبارت کے سامنے غلط علامت ☒ رکھیں

۱۔ جان بوجھ کر قئے کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔ ☐

۲۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا نام قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ ☐

۳۔ قرآن مجید کے کل سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ ☐

۴۔ فریضۂ حج ایمان کے ارکان میں سے ہے۔ ☐

۵۔ سورہ الکوثر ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ☐

۶۔ جو شخص بھول کر خورد و نوش کرلے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔ ☐

۷۔ رسول ﷺ نے مکہ میں دعوت الی اللہ کا کام ۱۲ سال تک انجام دیا ☐

۸۔ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ''مسجد قبا'' ہے۔ ☐

۹۔ عمر بن خطابؓ وہ شخص ہیں جن سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔ ☐

۱۰۔ انبیاء کی سنتوں میں سے ناخن کا تراشنا بھی ہے ☐

۱۱۔ پانی کا فقدان تیمم کے شروط میں سے ہے۔ ☐

۱۲۔ اسامہ بن زیدؓ اُن دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں رسول ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ ☐

۱۳۔ سیدہ عائشہؓ سے شادی کا حکم اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو سات آسمانوں کے اوپر سے دیا تھا۔ ☐

۱۴۔ انصاف پرور بادشاہ ان سات خوش نصیبوں میں سے ہوگا جو اللہ کے عرش کے سایے میں ہوں گے جس دن اسکے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ☐

۱۵۔ مصارف زکاۃ میں سے تالیف قلب بھی ہے۔ ☐

۱۶۔ پیارے نبی ﷺ نے ہی قرآن مجید کو موجودہ شکل میں ترتیب دیا ہے۔ ☐

۱۷۔ قیامت کے دن رسول ﷺ کے زیادہ قریب زیادہ علم والے ہوں گے۔ ☐

۱۸۔ رسول ﷺ کے اقوال میں سے ہے کہ ''جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے'' ☐

۱۹۔ ماہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ ☐

۲۰۔ جنبی اور حیض و نفاس (زچگی) والی عورتوں کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ☐

مقابلہ کی تفصیلات

جواب پہنچانے کی آخری تاریخ 25-09-2009 ہے۔

اپنے جوابات اس پتے پر بھیجیں: ipc fahad salem st.

al-mulla saleh mosque p.o.box :1613 safat

13017 یا اپنے قریبی برانچ میں پہنچائیں

انعامات:

پہلا انعام : ۶۰ کویتی دینار : دوسرا انعام : ۴۰ کویتی دینار

تیسرا انعام : ۳۰ کویتی دینار : چوتھا انعام : ۲۰ کویتی دینار

نام : ....

جنس : .... وطن : ....

شناختی کارڈ نمبر : ....

موبائل نمبر : ....

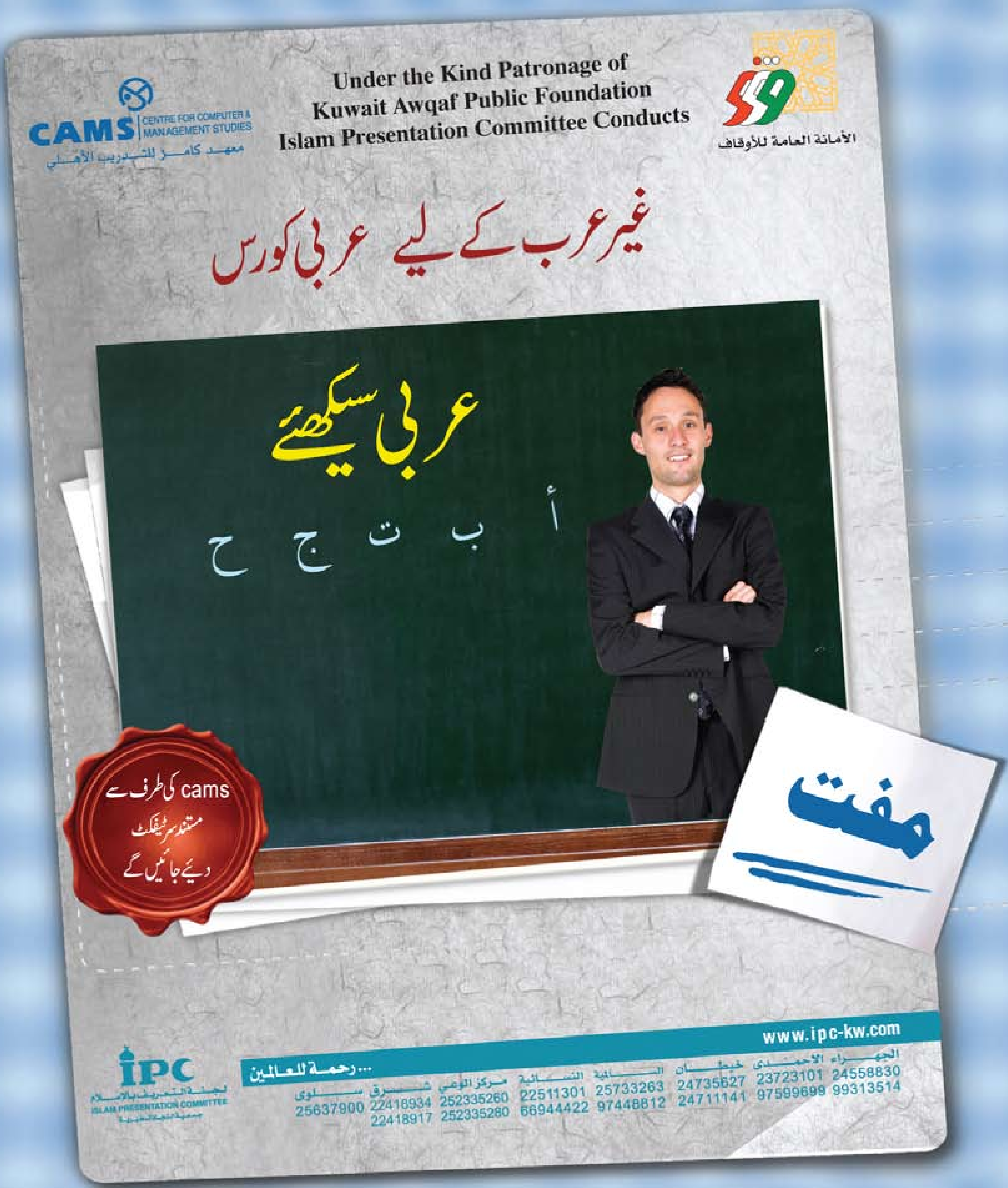

CAMS
CENTRE FOR COMPUTER & MANAGEMENT STUDIES
معهد كامز للتدريب الأهلي
Under the Kind Patronage of
Kuwait Awqaf Public Foundation
Islam Presentation Committee Conducts
الأمانة العامة للأوقاف
غیر عرب کے لیے عربی کورس
عربی سیکھئے
أ ب ت ج ح
cams کی طرف سے
مستند سرٹیفکٹ
دیئے جائیں گے
مفت
www.ipc-kw.com
IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
...رحمة للعالمين
الجهراء 24558830 99313514
الأحمدي 23723101 97599699
خيطان 24735627 24711141
السالمية 25733263 97448812
النسائية 22511301 66944422
مركز الوعي 252335260 252335280
شرق 22418934 22418917
سلوى 25637900